

وَابْدَأْ فَتَنَّهُ فَاغْبِلُوا
الْاِصْطَارَ (۱۷۹)

اور جب پلٹ کر دیکھا تو اس کا چیل اڑ گیا

”فضائل اعمال“

(مؤلفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی)

کا

علمی اور تحقیقی جائزہ

از

دکتر شیخ ابو حفصہ محمد عبداللہ سلفی

(لکھنؤ)



محمد خالد صدیقی مشہور

فائبر ڈیجیٹل اسٹور میں بیکل کا بیج روڈ چلی گڑھ

Mobile : 09811701095

باراؤل

۱۴۳۴ھ - ۲۰۱۳ء

نام کتاب	:	کتاب "فضائل اعمال" کا علمی اور تحقیقی جائزہ
مؤلف	:	ڈاکٹر شیخ ابو حفصہ محمد عبداللہ سلفی
صفحات	:	۷۲
تعداد اشاعت	:	۵۰۰۰
کمپوزنگ	:	عامر کمپوزرس، شباب مارکیٹ، کھنؤ
طباعت	:	کا کوری آفسیٹ پریس، کھنؤ

تقسیم کار

فاطمہ ڈرگ اسٹور، میڈیکل کالج روڈ، علی گڑھ

موبائل نمبر: 09837476178

”کتاب فضائل اعمال“ کا علمی اور تحقیقی جائزہ“

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله والصلاة والسلام على رسوله الكريم وعلى آله

و اصحابه اجمعين ، اما بعد:

بمجد اللہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی کتاب ”فضائل اعمال“ (اول اور دوم) کو اللہ نے ان کے اخلاص کی برکت سے ایسی مقبولیت بخشی ہے کہ ساری دنیا میں ان کتابوں کو پڑھا جاتا ہے اور کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ یہ دراصل کئی چھوٹی کتب کا مجموعہ ہے جو مختلف وقتوں میں لکھی گئی تھیں۔ مثلاً ”حکایات صحابہ“ (صفر - شوال ۱۳۵۷ھ)، ”فضائل تبلیغ“ (صفر ۱۳۵۷ھ)، ”فضائل قرآن“ (ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ)، ”فضائل نماز“ (صفر ۱۳۵۸ھ)، ”فضائل ذکر“ (شوال ۱۳۵۸ھ)، ”فضائل صدقات“ (شوال ۱۳۶۶ھ الی ۱۳۶۸ھ) وغیرہ وغیرہ۔ حضرت شیخ الحدیث کا علمی مقام قابل تعارف نہیں ہے۔ جماعت اہل حدیث پاک و ہند کے معروف و مشہور عالم ارشاد الحق اثری صاحب نے ان کو ان القابات سے یاد کیا ہے:

”بقیۃ السلف حجۃ الخلف الشیخ العلامة محمد زکریا کاندھلویؒ شیخ الحدیث“

(امام بخاری پر اعتراضات کا جائزہ، ص: ۹۴)

اس رسالہ میں اس کتاب پر کئے گئے چند اعتراضات کا جائزہ اور ان کے مختصر جوابات دینے کی کوشش کی گئی ہے، جس سے خود کتاب کی علمی حیثیت کا پتہ چلتا ہے۔ ان اعتراضات کو عوام میں بہت ”علمی“ رنگ دے کر پھیلا یا جاتا ہے جس سے سادہ لوح عوام گمراہی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

والسلام

ابو حفصہ محمد عبداللہ سلفی



اعراض

”فضائل اعمال“ اس وقت لکھی گئی جب شیخ الحدیث کا دماغ

خراب تھا۔ خود حضرت لکھتے ہیں:

”صفر ۱۳۵ھ میں ایک مرض کی وجہ سے چند روز کے لئے

دماغی کام سے روک دیا گیا تو مجھے خیال ہوا کہ ان خالی ایام کو اس بابرکت مشغلہ میں گزار دوں۔“ (حکایات صحابہ، فضائل اعمال جلد اول، ص: ۷)

جواب: اول تو معترض نے وجہ سے کام لیتے ہوئے اس عبارت کو پوری

کتاب پر چپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ بیماری کے ایام میں صرف ”حکایات صحابہ“ لکھی گئی تھی جیسا کہ ہر کتاب کی تاریخ دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ معترض نے شیخ پر یہ الزام لگانے کی بھی ناکام کوشش کی ہے، کہ ان کا دماغ خراب تھا (والعیاذ باللہ) جب انہوں نے یہ کتاب لکھی (شاید خود معترض کا دماغ خراب ہے)۔

حالانکہ شیخ کا دماغ بالکل درست تھا اور بیماری کچھ اور تھی جس کی وجہ سے اس وقت کے طبیبوں نے دماغی کام سے روک دیا تھا۔ لیکن مرض کیا تھا، اس کی خود شیخ نے وضاحت کر دی ہے کہ وہ نکسیر کا مرض تھا (دیکھئے ”آپ بیتی“ ج ۱، ص: ۱۷۶، ”کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات“ ص: ۲۵)۔ مزید یہ کہ ہم معترض سے پوچھتے ہیں کہ حکایات صحابہ میں کوئی بات ایسی ہے جو قرآن و سنت کے خلاف ہو؟ اگر نہیں ہے تو وہ ہمارے شیخ کی کرامت کا اعتراف کرے! کہ بیماری کی حالت میں (وہ بھی بزعیم معترض، دماغی بیماری!) اتنا عمدہ رسالہ لکھ ڈالا، پس اگر وہ تندرست ہوتے تو کیسا لکھتے!

اعتراض-۲

”فضائل اعمال“ ضعیف احادیث کا مجموعہ ہے اور ایسی حدیثوں کو نقل کرنا اور ان پر عمل جائز نہیں ہے۔

جواب: اس اعتراض کو بڑا علمی سمجھا جاتا ہے، حالانکہ یہ اصول کے خلاف ہے اور محض کی جہالت کی دلیل ہے۔ اس لیے کہ محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ فضائل میں ضعیف (غیر موضوع) احادیث مقبول اور معتبر ہیں۔ بلکہ وہ فضائل کے علاوہ، متابعات اور شواہد میں بھی ان کو معتبر جانتے ہیں۔ چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں:

”فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کے جواز پر علماء کا اتفاق ہے۔“

(مقدمۃ الاربعین، اسی طرح دیکھیں ’الاذکار‘ ص: ۸-۷)

ضعیف احادیث کو درج ذیل معتبر علماء نے بھی ذکر کیا ہے:

امام سیوطیؒ (تدریب الراوی ج ۱، ص: ۲۹۸)، ملا علی قاریؒ (الموضوعات الکبریٰ، ص: ۵، ’المراقاة‘ ج ۲، ص: ۳۸۱، ’فتح باب العناہ‘ ج ۱، ص: ۳۹، وغیرہ)، علامہ خطیب بغدادیؒ (’الکفایہ فی علم الروایہ‘ ص: ۱۳۳)، امام حاکم نیساپوریؒ (’المذخل الی کتاب الاکلیل‘ ص: ۲۹، ’مستدرک حاکم‘ ج ۱، ص: ۳۹۰)، امام ابن ابی حاتمؒ (مقدمہ ’الجرج والتعذیل‘ ج ۲، ص: ۳۰)، علامہ عراقیؒ (’شرح الالفیہ‘ ج ۲، ص: ۲۹۱)، امام ابن رجب حنبلیؒ (’شرح علل الترمذی‘ ج ۱، ص: ۷۲-۷۳)، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ (’مجموع فتاویٰ‘ ج ۱، ص: ۶۵-۶۸، ج ۱۸، ص: ۶۵-۶۷، ’الاختیارات العلمیہ‘ ص: ۱۰۰)، امام احمد بن حنبلؒ (’الکفایہ للخطیب بغدادی‘ ص: ۱۳۳، ’ذم الکلام للکھرونی‘ ج ۲، ص: ۱۷۹، ’شرح الکوکب المنیر‘ لابن نجار حنبلیؒ، ج ۲، ص: ۵۷۳)، امام اوزاعیؒ (’سیر اعلام النبلاء‘ امام ذہبی، ج ۷، ص: ۱۱۳)، امام شافعیؒ (’فتح المغیث‘ لحافظ

سخاوی، ج ۱ ص: ۲۷۰، اعلام الموقعین، امام ابن قیم، ج ۱ ص: ۳۲، ۳۱، امام ابو حنیفہ
 ('المحلی' لابن حزم، ج ۳ ص: ۱۶۱، اعلام الموقعین، امام ابن قیم، ج ۱ ص: ۳۲، ۳۱)، امام ابن الصہام ('فتح القدیر، ج ۲ ص: ۱۳۹)، امام محلی بن معین ('فتح
 المغیث' لحافظ سخاوی، ج ۱ ص: ۳۹۷، 'الکامل' لابن عدی، ج ۱ ص: ۶۶۶)، امام بیہقی
 ('المدخل الصغیر، ص: ۳۷)، امام ابن عبد البر ('جامع بیان العلم، ج ۱ ص: ۲۲)، حافظ
 ابن صلاح ('علوم الحدیث، ص: ۹۳)، امام سخاوی ('فتح المغیث، ص: ۱۴۰)، امام ابن
 حجر ہیثمی ('فتح المبین، ص: ۳۲)، امام ابن قدامہ ('المغنی، ج ۱ ص: ۱۰۴۳)، علامہ
 شوکانی ('نبیل الاوطار، ج ۳ ص: ۶۸) وغیرہ وغیرہ۔

اس کے علاوہ دیگر علماء کا بھی معمول ضعیف احادیث میں یہ بتانا ہے کہ ان
 کے نزدیک بھی ضعیف احادیث معتبر ہیں، مثلاً امام بخاری کی بعض کتابوں میں ضعیف
 احادیث ہیں۔ (دیکھئے 'حلق افعال العباد' (جو کہ عقیدہ کی کتاب ہے نہ کہ
 فضائل!!!)، 'جزء رفع الیدین' اور 'جزء القراءۃ خلف الامام' (جو احکام کی
 کتابیں ہیں نہ کہ فضائل!!!)، 'الادب المفرد'، 'التاریخ الکبیر'۔ اسی طرح بہت سی
 دوسری کتابیں ضعیف احادیث سے بھری پڑی ہیں۔ مثلاً: 'کتاب الصحیح' (امام ابن
 خزیمہ)، 'کتاب الصحیح' (امام ابن حبان)، 'جامع ترمذی' (امام ترمذی)، 'المسند رک'
 (امام حاکم)، 'الموطا' (امام مالک)، 'کتاب التیمیز' (امام مسلم)، 'کتاب الاسماء
 والصفات' (امام بیہقی)، 'المغنی' اور 'الکفم الطیب' (امام ابن تیمیہ)، 'بلوغ الرام من
 اولیہ الاحکام' (امام ابن حجر عسقلانی)، 'مدارج السالکین' (امام ابن قیم)، 'الکبائر' (امام
 ذہبی)، 'سنن الدار قطنی' (امام دار قطنی)، 'کتاب السنۃ' (حافظ ابی بکر الشیبانی)،
 'کتاب السنۃ' (امام ابی عبد الرحمن عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل) وغیرہ وغیرہ۔

حضرت شیخ نے بھی اس اصول کی طرف اشارہ کیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:
 "اخیر میں اس امر پر تنبیہ ضروری ہے کہ حضرات محدثین رضی اللہ عنہم اجمعین

کے نزدیک فضائل کی روایات میں توسع اور معمولی ضعف قابل تسامح....“ ("فضائل نماز، ص: ۱۰۳)۔

لہذا شیخ پر اعتراض کرنے والے کو چاہیے کہ پہلے ان سارے علماء پر اعتراض کرے، اس لیے کہ حضرت شیخ تو بہت بعد میں آئے ہیں۔ ان سے پہلے کتنوں نے اپنی کتابوں میں ضعیف روایات جمع کی ہیں۔ بلکہ ان بڑے بڑے علماء میں سے بعض نے تو اس پر اشارہ بھی نہیں کیا ہے کہ ان کی کتاب میں ضعیف احادیث بھی ہیں! بلکہ ان میں بعض کتابیں ایسی ہیں جن کے شروع میں صراحت کی گئی ہے کہ اس کتاب میں صرف صحیح حدیثیں ہیں!!!



اعتراض-۳

”فضائل اعمال“ میں بہت سی احادیث ایسی ہیں جن کا حضرت نے کوئی حوالہ نہیں دیا ہے اور بغیر حوالہ کے حدیث پیش کرنا بیکار ہے۔

جواب: معترض نے شاید ”فضائل اعمال“ لٹیک سے پڑھی نہیں ہے۔ اس لیے کہ شیخ نے ”فضائل قرآن“ (جو سب سے پہلے لکھی گئی تھی) میں فرمایا ہے:

”اس جگہ ایک ضروری امر پر متنبہ کرنا بھی لازمی ہے وہ یہ کہ میں نے احادیث کا حوالہ دینے میں ’مشکوٰۃ‘، ’تنقیح الرواق‘، ’مرقاۃ‘ اور ’احیاء العلوم‘ کی شرح اور منذری کی ’ترغیب‘ پر اعتماد کیا ہے اور کثرت سے ان سے لیا ہے، اس لیے ان کے حوالے کی ضرورت نہیں سمجھی، البتہ ان کے علاوہ کہیں سے لیا ہے تو اس کا حوالہ نقل کر دیا ہے۔۔۔“ (”فضائل قرآن“ ص: ۷)

لہذا اعتراض کرنے سے پہلے معترض کو چاہیے کہ کتاب کو پڑھے۔ اگر کسی حدیث کا حوالہ نہ ملے تو ان پانچ کتابوں میں دیکھ لے۔ پھر بھی نہ ملے تو پھر شیخ کو قصور وار ٹھہرائے۔

مزید یہ کہ معترض کا یہ کہنا کہ ’بغیر حوالہ کے حدیث پیش کرنا بیکار ہے‘، خود ایک بیکار قول ہے۔ اس لیے کہ اگر حدیث حدیث ہے، تو اس کو صرف اس وجہ سے الکار کر دینا کہ حوالہ نہیں دیا، بڑی زیادتی ہے۔ اللہ ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ آمین۔

اعتراض-۴

”فضائل اعمال“ میں کچھ واقعات ایسے ہیں جو ناممکنات میں سے ہیں، جن سے شرک کی بو آتی ہے، اور ان سے لوگوں کے عقائد خراب ہو جاتے ہیں۔ آخر ہم اپنے دین کو من گھڑت خوابوں اور افسانوں کے سہارے کیوں چلائیں؟

جواب: اول تو معترض کو معلوم ہونا چاہئے کہ ناممکنات اگر انبیاء علیہم السلام کے ہاتھوں ظاہر ہوں تو اسے ”معجزہ“ کہتے ہیں اور اگر کسی ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوں تو اسے ”کرامت“ کہتے ہیں۔ یہ ناممکنات انسان کے لیے ہوتے ہیں، لیکن اللہ کے لیے نہیں۔ اس لیے یہ بندے کی قدرت میں نہیں ہوتا، اللہ جب چاہتا ہے ظاہر ہوتا ہے، جب نہ چاہے تو لاکھ بندہ کوشش کر لے نہیں ہو سکتا۔ لہذا معترض اس کتاب کو مسلمانوں والے ذہن سے پڑھئے نہ کہ عیسائیوں والے!

دوسرے یہ کہ سنجیدہ ہو کر معترض بتائے کہ وہ اس اصول کو سب کے لیے استعمال کرے گا یا صرف ”فضائل اعمال“ پر محض اعتراض کے لیے یہ اصول لایا ہے؟ یعنی اگر اس طرح کے (بلکہ اس سے بھی عجیب و غریب) واقعات دوسرے معتبر علماء کی کتابوں سے دکھادیے جائیں تو کیا معترض ان پر بھی یہی اعتراض کرے گا اور ان کو بھی حلوٰی اور اتحادی بنائے گا؟ مثلاً چند واقعات چند کتابوں سے ملاحظہ فرمائیں:

☆ ”خیر النسا“ کا قصہ مشہور ہے جب وہ موت کے وقت (ملک الموت کو) بول رہے تھے: صبر کرو اللہ تمہیں بچائے رکھے کہ تمہیں جس بات کا حکم دیا گیا ہے وہ چھوٹے گا نہیں اور ہمیں جس کا حکم ہے وہ چھوٹ جائے گا۔ پھر انہوں نے پانی منگایا اور اس سے وضو

مرسدن پر بھی پھر دیا جس کا ہمیں اعتماد کیا اسے اور وہ ابھی اٹھ کر گئے اور

اب یا کوئی یہ عہدہ نہ ملتا تھا نہ کوئی نفعہ، ہندوؤں سے یہ عقیدہ نکلتا ہے کہ موت کے وقت ہندو یا مسلمان جاتے ہیں اور اس وقت تک ہیں اور فرشتوں پر بھی جی حکومت چلا سکتے ہیں۔ شاید "اسلام" کا ہونا اسے سونے کے لئے اس پر بیٹھے، لیکن ٹیکسٹ ہے۔ یہ واقعہ ہم ان قلمی کتابوں میں (ص ۸۴) کے نقل کیا گیا ہے۔ "پس پوری عہدہ" میں ہے۔ "اب ایک اور واقعہ دیکھو" میں

"محمد بن عبد اللہ" فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں فلاح سے پاس ہوں اور نصف مائیکے کی (یعنی چپا پر) بیٹھے ہیں اور ان کے ساتھ یوہنا ہیں اور ان کے سامنے مہر ہے جس کو عمر کے فرمایا "یاروں" نے یہ مجھے اور ابو جبر کو گایاں دیتا ہے تو آپ بیٹھے نے فرمایا اس کو دے دے اور جنس اتو یہ آدمی آیا اور وہ العمانی تھا، جو ان کو گایاں دینے میں مشہور تھا۔ تو بی بیٹھے نے فرمایا اس کو نہ دے تو اسوں نے اسے نہ دیا، پھر دیا اس کو نہ دے، تو اسوں نے اسے فتح کر دیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی فتح نے بیدار کر دیا تو میں نے کہا (اپنے دل میں) کیوں نہ میں سے خبر بردوں شاید کہ وہ قہر ہے۔ جب میں اس کی رہائش سے قریب آیا تو روئے اور چلنے کی آوازیں آ رہی تھیں، تو میں نے کہا یہ رہا نہیں؟ تو میں نے کہا کہ العمانی رست کو بستر پر لیٹ گیا۔ اور فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی آمد کے قریب جا کر دیکھا تو یہ کان سے اس کے کان تک سرخ نشان تھا جیسے ہمارا انہوں نے (ص ۲۲۵)

یہ واقعہ "فضل" میں "میں سمجھتا تو شاید غرور" میں ان مشین تن جاتی "پر یہاں سکوت ہی سکوت ہے" میں "صرف اس سے کہ یہ واقعہ نہیں مامور بن قیصر کی اسی کتاب اور "میں ہے" اور مثالیں، یہیں اور معترض کی خاموشی پر تجب کریں، یا اس کے شریک اور ہمیں سونے کی دیکھیں

"حضرت انس فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک نصاریٰ کے پاس تھے اور وہ

کنز و راور میں تھا، ہم جہانہ کو یہاں تک کہ وہ میری قاسم سے اس پر پڑا اس کا
 اور اس کی بہت بڑھی ماس اس نے سر کے پاس تھی ہم میں سے انہیں نے اس کی طرف
 متوجہ ہو کر کہا "ہم نے اپنی مصیبت و غم کے دوران اسے وہ دونوں کو یاد کیا یہ
 میرا میاں ہے" اس نے کہا میں اس نے کہا "یہ واقعی تم جو وہ رستہ ہو وہی
 ہے" ہم نے کہا ہاں۔ تو اس نے مدد کی طرف ہاتھ اٹھائے۔ وہ دونوں اسے اٹھائے پتہ
 ہے کہ میں نے اسے اس مقام پر یہ دروازہ پہنچنے کی طرف ہجرت کی تا کہ تو میری ہر پریشانی
 اور تنگی میں مدد فرما۔ سوئی یہ مصیبت مجھ پر مت ڈال، وہ (اس) کہتے ہیں کہ اس
 انصاری نے اپ چہرہ سے پتہ اٹھایا اور ہم جہانہ کو یہاں تک کہ اس کے ساتھ
 ہم نے کھانا کھا یا۔

یہ واقعہ "قصائل حسن" میں ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بیان کیا ہے۔
 عجیب بات ہے کہ یہ واقعہ اس بخاری کی کتاب "سنة النبوة" (ص ۳۱۴) میں واقع
 (۵۳) میں ہے۔ تو ان پر کوئی اعتراض نہیں۔

یہ "حسن" میں موفق کہتے ہیں کہ ایک دن میں ان دنوں سے یہ نکلے تو مجھے
 ایک پرچہ پڑا، وہ ملا، میں نے اٹھ کر اسے ذیب میں رکھا، ان دنوں میں اسے مت کہی اور نماز
 پڑھی۔ ذیب میں سے اس نے دیکھا تو اس پر پتہ پڑا۔ اس نے کہا "میں نے اسے
 سر جسٹس الہ حبیبہ میں سے دیکھا تو اس نے اسے دیکھا۔ اس نے کہا "میں نے اسے
 اسے علی میں موفق کیا تو اس نے فرماتے ہیں کہ میں تیرا رب ہوں" (طہات
 اکابر، ج ۱، ص ۲۳۱)۔

"امراہیں ذیب ہجرت سے یہ نکلے تو اس نے کہا "میں نے اسے دیکھا
 کوئی سامان نہ تھا، یہاں میں شدت سے وہ رورہ سے تھیں، مگر ذیب افکار کا وقت آیا
 تو انہوں نے اپنے سر پر کوئی کسے محسوس کی، وہ اٹھیا تو دیکھتی ہیں کہ ایک سفید رسی سے
 ایک ڈول لٹک رہا ہے، آپ نے اس سے یہ اسے پانی پیا، پھر بقیہ عمر (زندگی بھر)

انہیں کبھی پراس نہیں گئی۔ (عزقون میں لایا، حصہ ۱۱، ص ۱۱۷، طبع ۱۹۷۲ء) (۲۲)

پھر، قدامتِ اقصیٰ میں ۱۰۰۰ قریب قریب نے جانے میں الفاظ سے اس کا مدق رائے میں کیا یہ قدامتِ کتاب میں سے جس کے موافق ہیں امام بن تیمیہؒ
تو یہ معترض کیا بولے؟

تو اس کے امام نافع بن عبد الرحمن (بنی کے بارے میں امام مالک
رہائے میں نافع قدامت میں وہاں سے امام ہیں اور بنی و قدامت کہ امام احمد بن
حسینؒ کے ہاتھ سے اس بارے میں امام ابی لکھتے ہیں

”اور جب نافع بات سے تو اس کے منہ سے مسجد کی خوشبو آتی تھی۔ تو اس
کے یہاں کے وہ یہ کہ یا تو یہ جب بھی پڑھے بیٹھتے ہیں تو خوشبو گات ہیں؟ نہیں
نے فرمایا میں نے خوشبو نہیں کائی تہ بعد میں نے (خواب میں) نبی ﷺ کو دیکھا کہ وہ
میرے منہ میں پھرتے ہیں۔ اس وقت سے یہ خوشبو میرے منہ سے آ رہی ہے۔“
(معروف تقریر، ص ۱۰۱، اور، طبع تہذیب لکھنؤ، ج ۲۹، ص ۲۸۱، بحوالہ
کتاب ”تاریخ و قدامت“ امام اسلم تحقیق ص ۱۰۶، ۱۰۷)

امام ابو حنیفہؒ عبد الرحمن بن احمد بن رجب نسائی پٹی کتاب
”حوالہ القیور“ میں فرماتے ہیں

”ابن الحارثی کے یہاں کہ جب رریف بن عیسیٰ بن ابی موسیٰ، امام
نعمان غسلس کے مرنے کے سامنے بعد بنی قبر کے قریب میں سے تو امام احمد کا
غیر نظر آ رہا، جی تک تار و تار۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب ہر ہری و قبر حلی و خدا
میں یہ تیار و سبیل بنی اس کے سر شہر ہوا۔“ (احوال نقیور ص ۷۰)

☆ اسی صفحہ پر امام ابن رجب نسائیؒ ضمن زندی کے دو سے فرماتے ہیں
”جس کا خدا سے قصہ میں جس لڑکے کا درجہ جس کو بادشاہ قتل کیا
تھی اور اس کے نوکریاں میں، جس کو گئے تھے یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس لڑکے کے

ربہ پر ایسا ہے، تو عمر بن الخطابؓ کے زمانے میں (اس کی قبر) علیؓ تو اس کا ہاتھ اس کے زخم پر ویسا ہی رکھا ہو تھا جیسا مرنے کے وقت تھا۔ (ابو القوزانہ ص ۱۰۷) اس تحقیق میں ہے اس کو زندگی سے روایت آیا (۳۳۹۸) اور ہانی سے اس صحیح کہا ہے کوئی ہے کہ کتاب میں ہے چلا کہ وہ تادم کے وقت ویسا ہی رکھا تھا ۲۲ یا اور کوئی نیز ہے عرض میں طرح سے رہے تو یا جو یا چاہے گا۔

۱۰۰، حاصل الدین بیرونی کی معروف کتاب 'شرح صدور شرح حاشیہ موتی والقوزانہ' میں بھی اس طرح ہے، قعات پر ہے ہیں۔ مثلاً ہند میں رہتے ہیں۔
 "شیخ عبدغفار نے اہل حید میں غلے کی بات کہ مجھے قاشی ہوا، مدین شرف الدین اغاری کے بیٹے نے خدائی کے شیخ میں مدین جو غلے کے ساتھ راستے میں قہم وہ پہنچنے سے پہلے ہی انتقال فرما گیا۔ وہ کہتے ہیں، باب سم قدر وہ (روانہ پر پہنچے، وہاں میت کو مد داخل میں ہونے سے رہے تھے تو شیخ نے پکی نگی اور ہاتھ اٹھا، یا تب ہم داخل ہو گئے۔" (شرح صدور ص ۳۹۲، محبوبہ دارالمنہاجہ، سعودی عرب)۔
 کوئی کے کہ اس طرح کی بات تو کسی کی ہے ہاتھ بھی پیش نہیں آتی، ایک معمولی بزرگ کے ساتھ یہ یہ ہوتا ہے، ہندوستان میں بھی اس کتاب و بند را یا جائے اور وہ لوگوں سے پرہیز سے منع یا جائے، نیز ان پر مدتی ہونے کا لازم لگا۔ قاتل کوئی بھی قتل نہیں رہے گا۔"

ی صرح گلے ملنے پر ایک اور اہم نقل فرماتے ہیں
 "اور اہل قاشی نے کتاب" اہل قاشی میں اپنی اندک ساتھ شیخ ابی سعید حرز سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں میں مد میں تھا، تو باب بنی شعیہ پر ایک نو جوان کو مر ہو پڑا دیکھا، جب میں نے اس وقت سے دیکھا تو اس نے قسم فرمایا، ارکھا۔ ابو سعید آیا تو نہیں جاتا کہ دوست رمدہ موتے ہیں، رچہ وہ مر گئے ہوں، اور وہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوتے ہیں۔" (شرح صدور ص ۳۹۳)۔

ساری کتابیں مطبوعہ ہیں اور سوائے کرامات اہل حدیث کے سچ بھی ہمارے سعودی عرب کے مکتبوں میں موجود ہیں۔

یہ بھی ذمہ داری ہے کہ ہم نے ان واقعات کو بطور دلیل نہیں پیش کیا ہے، نہ ہی ہم یہ چاہتے ہیں کہ معتزلین ان پر ایمان لائے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ معتزلین واقعی دینتہ دار اور اپنے کلام میں سچا ہے تو جس طرح سے "فصل اعمال" پر اعتراض کرتا ہے، ان واقعات اور ان مصنفین پر بھی چھوڑ کر دے۔ لیکن ان شاء اللہ یہ اس سے نہیں ہو سکے گا!"

مزید یہ کہ حضرت شیخ نے یہ واقعات اپنی طرف سے نہیں بڑھے بلکہ اپنی کتابوں سے ان واقعات کو صرف ترغیب اور نصرت حاصل کرنے کے لیے نقل کئے ہیں جیسا کہ سلف اور خلف کا معمول رہا ہے، تو معتزلین کو چاہیے کہ پہلے وہ ان کتابوں اور ان کے مؤلفین پر اعتراض کرے۔ یہ بھی ذمہ داری ہے کہ شیخ کے عقائد کے فساد کا دروازہ بند کر دیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"لیکن جب تک عشق پیدا نہ ہو، اس وقت تک نہ تو ان واقعات سے استدلال کرنا چاہئے اور نہ ان پر اعتراض کرنا چاہئے۔" (فصل حج، ص ۲۲۳، ۲۲۵)

یہ بھی ذمہ داری ہے کہ ان واقعات سے عقائد کو کی گئی اعمال کے لیے بھی استدلال نہیں کیا جاسکتا اور جیسا کہ معروف ہے عقائد میں تو ضعیف حاکمیت بھی جوت نہیں ہوتی تو پھر یہ واقعات کیسے؟ "اور اس اصول کی طرف فصل اعمال کے مخالف سند شامہ بھی رد کیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"خیر میں اس امر پر تنبیہ ضروری ہے کہ حضرت محدثین رضی اللہ عنہم جمعیں کے ایک فصل کی روایات میں جمع نے اور معمول ضعیف قبل ترجیح۔ باقی صوفیہ اور ائمہ رحمہم کے واقعات تو تاریخی حیثیت رکھتے ہیں اور ظاہر سے تاریخ کا درجہ حدیث سے نہیں ملتا۔" (فصل اعمال، ص ۸۷)۔

روایات و اقعات سے شریعہ متاثر ہو کر خود شیخ حدیث نے تو میری تعلیم پر زور دیتے ہوئے بار بار تاکید قرآنی آیات اور احادیث میں ہیں۔ چنانچہ فضائل صدقات میں قول "فما علیہم من امرای و حاجت رہ اور مثل شریعت کے باب میں قرآنی آیات کو جمع کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"میں قرآن پاک میں اس اثبات سے مدد پر ہوتا ہوں کہ اس کی پاک ذات پر ہوتا ہوں۔ انا امیر مصلحت اور حاجات میں سفوفی ہو چکا ہوں اور اس سے مدد چاہتا ہوں۔ اس پر نظر رکھنا۔ رسو ہے، کہ بہت سے مصروفیت میں اتنی کثرت سے وارد ہوئے ہیں۔"

(فضائل امیر، ج ۲، فضائل صدقات، حصہ دوم، ص ۳۰۷)۔

پھر توحید و روقل کی حیت و بھیجے ہوئے تہا پس (۴۱) آیات قرآن کو ہمارے پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں

"اس آیت پر جو روئی ہیں، کثرتی ہو رہی ہے اور زیادہ سے زیادہ اس کی کوشش کرنا چاہئے کہ صرف حق تعالیٰ شانہ و تقدس پر ہی ماری لگا ہو۔ اس پر ہوتا ہو، اس کی پاک ذات کے اپنا دل و دماغ اس سے غیب مانگی جائے، اس کے علاوہ کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھینکے۔ اس میں بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اس کے علاوہ اس کی پاک ذات اور صفوں کی پاک ذات پر ہمارے دل کی طبع اور نقصان کا کام اس سے سمجھا جائے۔"

(فضائل صدقات، حصہ دوم، ص ۳۱۶، ۳۱۷)۔

درافضت شیخ نے اس واقعات کو قطعاً عقیدے سے یہ طور پر پیش نہیں کیا۔ نہ ہی فضائل امیر کو یہ ہے کہ اس واقعات کو بے عقائد کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ ہندو مت میں بھی ہے کہ اللہ سے اس کے اوپر حضرت ذات اور ہتھوٹے الٰہیات و بہتان کا کہنے کے اور نہ حضرت شیخ نے ان واقعات سے سلسلہ میں تنبیہ فرمائی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں

"میں میری حق مدخل میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہت احتراز کرنا چاہئے کہ خوب

میں یا یہی آواز سے جاگتے ہیں کسی ایسی چیز کی طرف قلب و غلبہ بیت و سکون ہو جو صدر و دل سے صاف ہو، ای طرح سے خواب میں ایسی چیز کی طرف ہاتھ دوس ہو جو سلف نے صاف ہوا اس سے بھی متاثر رہا پاتے۔ (فضائل حج، ص: ۱۴۳)

”یہ خوابوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر پیش کرنے کی وضاحت ہے بعد ازاں وہی کتاب تہذیب و سماء اللغات کے حوالے فرماتے ہیں
 ”لیکن اس میں ضروری چیز خواب میں ادا کرنے سے متعلق تھی تو اس پر عمل چاہئے نہیں ہے۔“ (فضائل حج، ص: ۱۴۳)

تقریباً اسی طرح ہے باوجود یہ اختلاص میں رہنا کہ اس کتاب سے شریعہ و کتاب اللہ پر یہیت میں کتنی بڑی جہت اور کم عقلی ہے۔ اللہ ہم سب کو مرقہ سے محفوظ رکھے۔ آمین۔



استراض

”فضائل اعمال“ میں بعض صحابہ (حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور مالک بن سنانؓ) کی طرف نبی ﷺ کے خون پینے کی نسبت کی گئی ہے (”فضائل اعمال“، ج ۱، ص: ۱۸۸) حالانکہ خون ناپاک ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ شیخ نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کا بول براز (پیشاب پاخانہ) پاک ہے! بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ اسے کوئی نہیں مانتا!

جواب: بات یہ بانٹنا ضروری ہے یہ قعدت (خون پینے) سے امتیازی میں یا نہیں؟ تاہم میں یہ حدیث زبیرؓ نے خون پینے کا، تعدد، رج، ذیل، صاف و محدث میں نے اپنی کتاب میں بیان کیا۔

امام ابن عمر (متحدہ ص ۱۰۰، ج ۳ ص ۵۵۳)، امام یحییٰ (سنن نسائی، ج ۷ ص ۶۷)، امام ابی (یہ امام ابیہ، ج ۳ ص ۳۶۶)، امام موراد بن ابی شامی (”مجمع“، ج ۸ ص ۲۷۰)، امام سیوطی (”مجمع“، ج ۲ ص ۲۵۲)، امام ابن حجر (”مجمع“، ج ۲ ص ۳۱۰)، وغیرہ وغیرہ۔

۱۰۰۰ نور الدین ابی شامی، تعدد و قعدت کے بعد فرماتے ہیں ”یہ طہرانی اور بزرگ روایت سے اور سند مرسل سے تمام راوی صحیح سے راوی ہیں، اسے حنفیہ بن تمام سے اور یہ بھی محدث ہیں“۔ (”مجمع“، ج ۸ ص ۲۷۰)

ماہر حدیثی فرماتے ہیں ”یہ قعدت (خون پینے کا) حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ اور حضرت سمان فارسیؓ سے بھی متعدد سندوں سے مروی ہے“۔ (”سنن نسائی“، ج ۷ ص ۶۷) امام ابی فرماتے ہیں ”اس روایت کو امام ابو یعلیٰ سے اپنی سند میں روایت

نیا ہے اور نکاح ہے۔ میں نہیں جانتا سعید راوی یہ بھی کی طرح نواز (سعید عام اللہ) ج ۳ ص ۳۶۶

۱۰۔ اواقعد حضرت صاحب بن سنان کا ہے۔ اسے بھی امام بن عمر تقدس نے تصانیف میں ابن ابی حاتم: حدیث: الصحیح ابن السکس: وزمن سعید بن منصور کے قتل سے قتل کیا ہے۔ (تصانیف ج ۳ ص ۲۳۵) کی طرح ابن عبد البر سے اسے تصنیف ج ۳ ص ۳۷۰ پر بھی دریافت۔ اور یہی اواقعد محمد بن عبد الوہاب سے اپنی کتاب المحقرات میں ص ۲۰۲ پر نقل کیا ہے۔

بہذا سمعنا منہ وقعات دیوں کی رائیں ستے و جب یہ س تمام معتبر علماء نے اپنی کتابوں میں ان کو تسلیم کیا ہے۔

جہاں تک تحقق سے تصانیف کے من و مابین سے ثابت ہو گیا ہے مقررین کو پتہ نہیں کہ اس میں اصل علماء کی اس کو پابند ہے

۱۱۔ امام بن عمر تقدس (فتح الباری ج ۲ ص ۴۷۲)، علامہ بدر الدین عینی (معدن القاری ج ۳ ص ۳۵)، امام نووی (فتح مبدی ج ۲ ص ۲۳۴)، علامہ قاری (معجم اہل بیت ج ۲ ص ۲)، امام سیوطی (تصانیف محدثین ج ۱ ص ۱)، علامہ ابن عساکر شامی (فتاویٰ شامی ج ۳ ص ۳۱۸)، وغیرہ وغیرہ۔

۱۲۔ حدیث مرسلہ یعنی پر امام کے نقل اور کابر علماء و محدثین کے نقل سے متفقہ طور پر تصانیف میں نہیں پائی گئی ہے۔ علامہ بن عساکر شامی نے جلد ان کو مانا چاہئے۔ یہی دین و علم کا تقاضا ہے۔



امتیاز

”فضل اعمال“ میں ایک من گھڑت (موضوع) حدیث ہے (ص ۴۹۷) جس میں آدمؑ کا حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا کا ذکر ہے، اور وسیلہ پکڑنا بالاتفاق شرک ہے۔ مزید یہ کہ یہ قرآن کے خلاف بھی ہے، اس لیے کہ قرآن میں ہے کہ اللہ نے آدمؑ کو چند کلمات عطا کئے، انہوں نے پڑھا تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کی....

جواب۔ اس سے پتہ تو چل نہیں پڑتا کہ یہ حدیث من گھڑت ہے یا نہیں۔ اور یہ حدیث جس سے سنائی گئی ہے۔ اس کو درج دیں، اس سے یہ ثابت ہو سکتا ہے۔

۱۔ امام کبیر (مترجم ج ۲ ص ۹۵)، امام طبرانی (جامع الصغیر ج ۲، ص ۸۲)، ابن ماجہ (۱۰۵ ص ۳۵۱)، امام بیہقی (مجلس طحاوی ج ۵، ص ۳۸۸)، امام قسطلانی (موسم اللہ ج ۲ ص ۵۵)، امام بیہقی (مجمع الزوائد ج ۸، ص ۲۵۳)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث میں اس کو روایا ہیں۔ امام بیہقی (مدرک الزوائد ج ۱، ص ۱۰۵)، امام بیہقی (موسم اللہ ج ۲، ص ۵۵)، امام بیہقی (مجمع الزوائد ج ۸، ص ۲۵۳)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث میں اس کو روایا ہیں۔ امام بیہقی (مدرک الزوائد ج ۱، ص ۱۰۵)، امام بیہقی (موسم اللہ ج ۲، ص ۵۵)، امام بیہقی (مجمع الزوائد ج ۸، ص ۲۵۳)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث میں اس کو روایا ہیں۔

مزید یہ کہ حضرت شیخ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ یہ حدیث میں اس کو روایا ہیں۔ امام بیہقی (مدرک الزوائد ج ۱، ص ۱۰۵)، امام بیہقی (موسم اللہ ج ۲، ص ۵۵)، امام بیہقی (مجمع الزوائد ج ۸، ص ۲۵۳)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث میں اس کو روایا ہیں۔ امام بیہقی (مدرک الزوائد ج ۱، ص ۱۰۵)، امام بیہقی (موسم اللہ ج ۲، ص ۵۵)، امام بیہقی (مجمع الزوائد ج ۸، ص ۲۵۳)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث میں اس کو روایا ہیں۔

دوسرے یہ کہ اس سے وسید مائت ہوتا ہے، اور وسید پکڑنا، حلق شرک ہے، معتض پر تعجب ہے کہ وہ کسی اذنی سے حلق نقل کر رہا ہے۔ مناسبت کے تو اس کے مسئلہ پر چھوڑ دینی چاہئے۔

وسید یا تو اس کی قسم میں ہیں۔ مطلقاً وسید کو شرک سمجھئے، شاید معتض کے حوالہ امت میں کوئی نہ ہوگا بعد فضل و سئلہ شرک ہیں، فضل چار (بعد بالحق چار)۔ اسی طرح فضل سے مراد اس کے اعتقاد یا ہے۔ فضل شرک سے مراد اس کی اجازت نہیں آتی، ورنہ جس حالت میں یہ شرعاً مائت کی شرط ہے۔

۱۔ کی نیل عمل کا وسید بننا۔ یہ بالحق چار ہے۔ اس کی دلیل حدیث عامہ، بنی اسرائیل کے تین آدمی عام میں داخل ہوئے، عام کا منہ چٹاں سے بند ہو گیا، تینوں نے اپنے اپنے عمل کا وسید یا امر اللہ۔ ان کو جنت دیدی۔ (صحیح بخاری ج ۲، ص ۸۸۳، صحیح مسلم ج ۲، ص ۳۵۳)۔

۲۔ دنیا میں موجود شخص کا وسید دینا یا بھی بالحق چار ہے۔ اس کی دلیل حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کا وسید دیا۔ (صحیح بخاری ج ۳، ص ۳)۔ اسی طرح حضرت میرزا دین محمدؒ نے مرید بن، سو اجڑی کا وسید دیا۔ (ریاض القادری، متنبی و باقویہ، امام بن تیمیہ ج ۱۳، ابتدایہ، نہایہ، امام ابن تیمیہ ج ۸، ص ۳۲۳)۔

۳۔ اس شخص کا وسید دینا جو دنیا میں موجود نہیں ہے۔ اس کا ثبوت علامہ تاج الدین سبکی نے امام ابن تیمیہ سے پسند کیے نہیں کیا۔ (اشفاء العقائد، ص ۱۲۰، فتاویٰ شامی ج ۵، ص ۳۵۰، تفسیر رات معنی ج ۶، ص ۱۲۶)۔ لیکن حقیقتاً بھی ایسا معنی میں اس کے قائل ہیں جیسا کہ انہوں نے قواعد حلیہ فی التوکل، وسیدہ ص ۵۶ پر ذکر کیا ہے۔

”ہاں اگر کوئی مائت سے مائتے ہوئے ہو، پھر یہ مائت اور ان کی طاعت نیز توبہ کے وسید سے تو اس نے ایسے بڑے سبب (وسید) سے مانگا ہے، جو عام کی قبولیت کا متقاضی ہے، بعد تمام سیوں سے بڑھ کر یہ وسید ہے۔“ (۱۱۱)

سے ہے۔ (تفصیل کے لیے، دیکھئے فتاویٰ الہیہ: مدارج، ص ۳۸۹-۵۰۰) سی
 فتاویٰ میں صفحہ ۳۹۹ پر توسل کی دوسری قسم کے تحت سے
 ”نبی ﷺ کی محبت اور اتباع و ایماہ اللہ سے محبت کو وسیلہ بنائے تو چار
 ہے۔“ (ج ۱، ص ۳۹۹)

اس سلسلہ میں شیخ محمد بن عبد الوہاب مجددی کا فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں
 ”سو یہ بات کا یہ کہنا استقامت میں نہ کوئی حرج نہیں ہے نیک لوگوں کا توسل
 دینے میں دراصل امام (بن ضویل) کا منہ صرف خاص نبی ﷺ کا وسیلہ ہے (اور اس کا
 نہ دے) نہ کہ اس قول کے ساتھ کہ مخلوق نے استغاثہ جاری نہیں تو حرق بہت وضع
 ہے درجس پر ہم ہیں اس میں کوئی کلام نہیں، سو بعض نے نیک لوگوں سے توسل
 میں رخصت کی ہے (یعنی حوالہ کے قابل ہوئے ہیں) اور بعضوں نے اسے خاص
 کر دیا ہے نبی ﷺ کے لیے براۓ علماء اس سے منع کرتے ہیں اور اسے ناپسند کرتے
 ہیں۔ سو یہ مسد فقہی مسائل میں سے ہے، اگرچہ ہمارے یہاں (حسد میں) جمہور کا
 قول بہتر یہی ہے کہ وہ مکروہ ہے پر اس پر مثال نہ دے (یعنی وسیلہ پڑنے والے
 کو) ہم نہیں رائے (اس لیے کہ) اجتہادی مسائل میں نکار نہیں۔“ (مؤلفات محمد بن
 عبد الوہاب ج ۳، ص ۶۸)

دیکھیں معترض کے اور محمد بن عبد الوہاب باب مسلف میں کتنا فرق ہے۔ وہ سے
 فقہی و اجتہادی مسد بتا رہے ہیں اور نہ دے دے پر انکار بھی نہیں کر رہے ہیں اور
 وہ تو قول نقل کر رہے ہیں اور یہ میں نے شک نے شک ہے کی رٹ لگائے ہوئے ہیں
 اب آئیے دیکھیں کہ اس قسم کے وسیلہ کیا وسائل ہیں اور سلف میں
 اس کا کوئی قابل رہا ہے یا نہیں۔

۶۶ قرآن کریم سے انیل اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس کا ترجمہ ہے ”اور جب
 پہنچی ان کے پاس کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تصدیق کرتی ہے اس کتاب کو جو ان

کے پاس ہے اور وہ ایک پہلے سے فتح ہونے والے تھے نہ پر "۔ (سورۃ الفرقہ، آیت ۸۹)
 مشہور تفسیر کی کتاب "تفسیر جلالین" (ص ۱۲) میں ہے کہ نبی ﷺ کی بعثت
 سے پہلے یہ کافروں نے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اللہ
 ہماری مدد فرمائے۔ خلاف آخری نبی ﷺ سے یہ (۱۰) خط لے۔

ان طرح امام احمد بن حنبلہ جیسی حدیثی محدث نے اپنی تفسیر روح المعانی (ج ۱ ص ۳۱۹)
 میں لکھتے ہیں یہ بات کریمہ قریطہ اور تفسیر سے بارے میں ناراض ہوئی ہے اور وہ
 اس امر پر کہ خلاف مصحفین کی بعثت سے پہلے آپ ﷺ سے وسید سے فتح
 طلب یا کرتے تھے جیسا کہ حضرت اس عباسی نے قیام فرماتے ہیں۔

روح المعانی میں بھی یہی تفسیر آئی ہے تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۸۰ (م
 رازی)، الوجہ مع حکام الفرقان ج ۲ ص ۴۷ (امام قرطبی)، تفسیر القرآن عظیم
 ج ۱ ص ۱۲۳ (امام ابن کثیر)، تفسیر الطبری ج ۱ ص ۴۵۵ (امام ابن جریر طبری)،
 تفسیر الدر المنثور ج ۱ ص ۸۸ (امام سیوطی)، تفسیر البحر المحیط ج ۱ ص ۴۷۱ (امام
 ابوداؤد)، تفسیر صفوة الصحیح ج ۱ ص ۷۷ (امام صہبانی)، تفسیر بخاری ج ۱ ص ۵۸
 (امام بخاری)، بہار جوامع ج ۱ ص ۱۴۵ (امام ابن قیم)، اس کے علاوہ اس کتب
 میں بھی یہی بات آئی ہے تفسیر ابن عباس (ص ۱۳)، تفسیر خازن (ج ۱ ص ۶۴)،
 تفسیر تہمید (ج ۱ ص ۵۲)، امیہ و امیہ ج۔

اب خوارزمی نے جب یہودی نبی ﷺ کا وسید دیتے تھے، تب نبی ﷺ دین
 میں مداخلت نہیں کی۔ اور یہ علم اصول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ یا نبی ﷺ پہلے انہوں کی بات
 مانگتے تو یہ اس کے جواب کی دلیل ہے۔ اب یہودیوں نے فعل کا انکار قرآن یا
 رسول ﷺ کی حدیث سے ثابت نہیں کیا، مذاہب اس کے جواب دیں۔ یہ کافی ہے۔
 نبی ﷺ سے بھی ایسا نہیں کیا جس جیسے ان کے آگے سے پہلے وسید دینا جائز تھا۔
 اب بھی (شریعت عقائد) جاری ہے۔

علامہ طیب جدائی پی سند سے ساتھ شیخ کا چہ پائی خدای سے نقل رست
 میں مجھے کوئی مشکل نہیں پیش آئی اور میں نے وہی سن جعفر کاظمین قبر کا قصد کیا وراں کا
 اسید ایام کے لئے سے آساں رہا صیبا میں چاہتا تھا۔ (اتاریج، ج ۱ ص ۱۲۰)

علامہ ابن حجر اثباتی فرماتے ہیں: "اور اس کتاب کا توسل دینا سلف سے اس کی
 اصل لئے ہے کہ جیسے میں" (وعدہ) جس میں ان ہیچنے سے توسل طاب کرنے سے اہل
 ہیں اور یہ سلف صاحبین کی یہ تے ہے۔ (املا یہ علی شریح ص ۳۹۱، ۳۹۲)

علامہ ابن حجر اثباتی فرماتے ہیں: "اور اس کتاب کا توسل دینا سلف سے اس کی
 اصل لئے ہے کہ جیسے میں" (وعدہ) جس میں ان ہیچنے سے توسل طاب کرنے سے اہل
 ہیں اور یہ سلف صاحبین کی یہ تے ہے۔ (املا یہ علی شریح ص ۳۹۱، ۳۹۲)

علامہ ابن حجر اثباتی فرماتے ہیں: "اور اس کتاب کا توسل دینا سلف سے اس کی
 اصل لئے ہے کہ جیسے میں" (وعدہ) جس میں ان ہیچنے سے توسل طاب کرنے سے اہل
 ہیں اور یہ سلف صاحبین کی یہ تے ہے۔ (املا یہ علی شریح ص ۳۹۱، ۳۹۲)

علامہ ابن حجر اثباتی فرماتے ہیں: "اور اس کتاب کا توسل دینا سلف سے اس کی
 اصل لئے ہے کہ جیسے میں" (وعدہ) جس میں ان ہیچنے سے توسل طاب کرنے سے اہل
 ہیں اور یہ سلف صاحبین کی یہ تے ہے۔ (املا یہ علی شریح ص ۳۹۱، ۳۹۲)

علامہ ابن حجر اثباتی فرماتے ہیں: "اور اس کتاب کا توسل دینا سلف سے اس کی
 اصل لئے ہے کہ جیسے میں" (وعدہ) جس میں ان ہیچنے سے توسل طاب کرنے سے اہل
 ہیں اور یہ سلف صاحبین کی یہ تے ہے۔ (املا یہ علی شریح ص ۳۹۱، ۳۹۲)

علامہ ابن حجر اثباتی فرماتے ہیں: "اور اس کتاب کا توسل دینا سلف سے اس کی
 اصل لئے ہے کہ جیسے میں" (وعدہ) جس میں ان ہیچنے سے توسل طاب کرنے سے اہل
 ہیں اور یہ سلف صاحبین کی یہ تے ہے۔ (املا یہ علی شریح ص ۳۹۱، ۳۹۲)

علامہ ابن حجر اثباتی فرماتے ہیں: "اور اس کتاب کا توسل دینا سلف سے اس کی
 اصل لئے ہے کہ جیسے میں" (وعدہ) جس میں ان ہیچنے سے توسل طاب کرنے سے اہل
 ہیں اور یہ سلف صاحبین کی یہ تے ہے۔ (املا یہ علی شریح ص ۳۹۱، ۳۹۲)

ص ۱۷۶۔ یہ کتاب "مختار" اور "مختار" سے حاصل کی جاسکتی ہے)

اس کتاب کا نام اپنی ایک مرتبہ ہے۔ "مختار" میں ہے کہ

"خاترا میں کی جہاں مرید کا سیدہ پڑا ہے"۔ (پہلی صفحہ لکھتے)

علامہ وحید نے کہا ہے کہ "خاترا" میں ہے کہ

طویل قصیدے میں یہ شعر ہے: (طوالت کے بارے میں مختصر ترجمہ)

"اس میں ہے کہ" اس میں ہے کہ "اس میں ہے کہ"

نہیں ہے۔ رحمتہ اللعالمین میری یہ راز پر مضمون ہے۔ (پہلی صفحہ ص ۲۰)

۲۔ علامہ وحید الزماں حیدر آبادی کا موقف

پہلی کتاب میں ہے کہ "مختار" میں ہے کہ

"نہیں ہے۔ رحمتہ اللعالمین میری یہ راز پر مضمون ہے۔ (پہلی صفحہ ص ۲۰)

ہیں۔" (نزل الزماں ص ۵)

اپنی کتاب "پہلی صفحہ" میں ہے کہ

"اس میں ہے کہ" اس میں ہے کہ "اس میں ہے کہ"

مقدس رہوں گے وسیع سے خواجہ اسلمیہ، مقرب فرشتوں میں سے ہیں خاص

ہمارے امام اسلمیہ کی روح، اور ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی کی روح اور ہمارے

شیخ بن تیمیہ احادیث کی روح۔ (پہلی صفحہ ص ۲۰)

میرے قلمی مضمون کے بارے میں ہے کہ

"لکھنے کی قریب حاصل کرنے کے لیے یہ نیا اور صالحین کو سیدہ بنانا ایک نئی

مسئلہ ہے، بعض اس کو مطلقاً جائز قرار دیتے ہیں، بعض زعماء سے دلیل کو جائز قرار دیتے

سے ناجائز سمجھتے ہیں، بعض کا قول مطلقاً یہ رکاب ہے کہ بعض صرف نبی و پیغمبروں کے حور

کے قابل ہیں، یہ آخری قول بن عبداللہ امکا نے درمروزی کے "المسک" میں امام احمد بن

خنبعل سے مل گیا۔ آپؐ نے فرمایا: "وہ بھلا ہے"۔ اور مدینہ پہلی شواہن اور ہمارے
 پیدا (۲) صدیق (سن ۱) کے تیسرا قوس (یعنی مطلقاً جو اس) حقیقہ یہ ہے کہ وہ یہی قوس
 قرار ہے۔ سن ۱۰۰ کے ہمارے شیخؒ کی تیسری بدست و چیزوں کا انہوں نے یہاں سے
 میں ۱۰۰ کے سن کے پندرہویں قوس کے شیخؒ کے ہاتھ سے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سے
 باقیات معنی عمارت ہمارے میں سے ہاں بنی مکہ ﷺ سے ویدہ ہونا جائز ہے۔ یونہی
 رسول اللہ ﷺ کی بات ہے۔ حدیث میں ہے کہ انہوں نے اپنے پاس لے جانے سے ایک
 آدمی کا کہنا ہے کہ میں نے آپؐ سے سنا ہے کہ "وہ حدیث میں ہے"۔ یہ
 حدیث امام شافعی نے سند متصل سے ساتھ لائی ہے اور اس کے ساتھ ہی لکھی ہے۔

یہ حدیثیں یہ باتوں میں دی گئی ہیں۔ ان میں قوی کہ اللہ کی قربت کے حصول
 کے لیے اس عمارت کو وسیع بنانا قرآن و سنت کے نصوص سے ثابت ہے قوس پر
 ساتین کے قوس و قوس میں نہیں کیا جاتا۔ جامعہ ترمذی "آداب" کے اس میں
 فرماتے ہیں "ان آداب میں سے یہ آداب یہ ہے کہ امیر اور صالحین و بزرگ کا قرب
 حاصل کرنے کے لیے وسیع بنایا جائے" اور یہ وہی حدیث میں آیا ہے کہ "محمّد
 میں سے وسیع بنانا اپنے رب کی طرف متوجہ ہونا"۔ ان دو صدیق حسن خاص
 کے فرماؤں۔ یہ حدیث حسن ہے، مومنین میں، امامت مدنی امام مدنی سے صحیح قرآن و
 حدیث کے ساتھ اس میں جامعہ ترمذی نے فرمایا ہے "تو اس سے جو کہ صرف نبی
 رحمہ اللہ کے ساتھ حاصل کر لینے کی حد میں ہے جیسے کہ شیخ عز الدین بن
 عبد السلام (امام بن تیمیہ) کا بیان ہے، اس میں واصل فیصل و بند کی طرف وسیع بنانا
 اور فضیلت اس کے اس میں وسیع بنانا ہے"۔ حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمہ
 اللہ کے "تذکرہ" میں فرمایا ہے کہ "اسی طرح ہے کہ جو بزرگ کے ہاتھ میں
 اس سے وسیع بنانا ہے اس کے ساتھ ساتھ"۔ (نہایت مہدی سن ۱۳۹، ۱۴۰)
 یہ تفصیل میں مختصر میں ہے کہ کابردی یا تارہی ہے "یا معترض ان پر بھی شرک کا

حکم لگا گیا سوت اختیار کر جائے گا؟

۳۔ شاہ اسماعیل شہیدؒ کا موقف

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ایک یہ راستہ ہے جس کو ملے کرنا مل معرفت اور سالکیں کے یہ سہا ہے، آپ کے توسل کے بغیر انسان راستہ میں اندھی، مٹی کی طرح بھٹک رہتا ہے۔“ (’منصب امامت‘ ص ۴) مزید فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و حقیقت رفع درجات کا اور آپ سے توسل نجات کا سبب ہے۔“ (’منصب امامت‘ ص ۳۷) آگے فرماتے ہیں:

”خدا صمد کا یہ کہ ان اویہ اللہ سے توسل کو ترک کر دینا ایک وسوسہ خیاں و ریک باطل و ہم ہے۔“ (’منصب امامت‘ ص ۳۷)

۴۔ مولانا ابوالکار محمد علی کا موقف

”یار رسول اللہؐ ہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے توسل ہے، اسی طرح ترکوں سے کہ یار رسول اللہؐ میں فکر و مشکل سے پہنکار حاصل کرنے میں آپ کو اللہ کی طرف وسیع بناسوں تو بھی ہاں ہے۔“ (’ادبیات انفرادہ‘ ص ۶۵) ۵۔ قاضی محمد شہیدؒ نے توسل کی جاہ و قسموں کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”تیسری قسم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیع کیا جائے، آپ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہوئے، چھٹی قسم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسیع کیا جائے۔“ (’صدیۃ النساء‘ سنہ ۱۳۷۲ھ، شیخ الحداد، ص ۲۰۶، ۲۰۷)

اب کوئی یہ نہ کہے کہ یہ حضرات معتبر ہیں، میں سے ہیں ہیں ”جہاں تک تحقیق

کیا ہے۔ (دیکھئے ”آپ کے مسائل و مسائل“ ج ۲ ص ۱۸)

عبدالرشید عراقی ان کے بارے میں لکھتے ہیں

”مولانا سید اب صدیقی حسن خان کی ذات ممتاز تعارف نہیں آپ سے تفسیر، حدیث، عقائد، فقہ، تعلیم، سیاست، تاریخ، ادب، منقب، علوم و ادب، تصوف و خلاق، ارتزاق، شیعیت پر عربی و فارسی اور اردو میں ۲۲۲ کتابیں لکھیں۔“ (حدیث کی نشر و شاعت میں علامہ اہل حدیث کی خدمات ص ۷۸)

۲۔ ”نوب و حیدر“ ماہی حیدر آبادی

”آپ کے تعارف کے لیے نئی بات کافی ہے کہ آپ قرآن کے مترجم و مفسر اور صحیح ستے مترجم کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔

”معروف غیہ مقدمہ م، مولانا محمد براہیم سیٹھوی، جو کہ جماعت اہل حدیث میں امام العصر کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں، ان و اب صاحب کا شارح الکل میں نذیر حسین دہلوی سے خصوصی ملاقات میں کہتے ہیں۔ (دیکھئے ”تاریخ اہل حدیث“ ص ۲۸)

”مولانا دلیق لدین راشدی (حسن کوزیہ علی زلی نے پناہ سنا دانا ہے) ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

”نوب عالی جناب، عالم باعمل، فقیہ وقت، محبت سنا و حیدر لڑوں بن سچ لڑمان مدنی“۔ (مدنیہ مستقیمہ ترجمہ فتح الحمید ص ۱۰۳)

”ایک در معروف غیہ مقدمہ م، مولانا بدیع زیدی ان و محدث حیدر آباد کے عقب سے یاد کرتے ہیں۔ (دیکھئے ”تاریخ اہل حدیث“ ج ۲ ص ۲۳)

عبدالرشید عراقی ان کے بارے میں لکھتے ہیں

”مولانا حیدر الزمان بن مولانا سچ لڑمان کا شارح علامہ اہل حدیث میں ہوتا ہے جو حدیث کے تراجم میں صرف اول کے مولانا میں سب سے منہر تھے۔ آپ نے حدیث کی خدمت ایک نئے رنگ میں کی۔“ (حدیث کی نشر و شاعت میں

۱۹۶۔ اہل حدیث کی خدمات ص ۱۹۶

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ فوب و حیدر مان صاحب نے یہ کتابیں جب لکھی تھیں جب وہ مفتی تھے نہ خود کتاب کے اندر جو مسائل ہیں وہ جماعت اہل حدیث کے ہیں اور صاف وضاحت ہے۔ یہ اہل حدیث کا مسلک ہے۔ مزید یہ کہ فوب صاحب کی انہوں کتابیں (مدیہ سعدی اور نزل البرار) جامعہ عالیہ کے زیر اہتمام پیشین ایک کتاب کے مطابق افتد اہل حدیث کی کتابیں ہیں (ایکھن اہل حدیث کی تصنیفی خدمات ص ۲۵۳، ۲۶۱ مضمون جامعہ عالیہ بنارس)۔

۴۔ شاہ اسماعیل شہید

جماعت غیر متقدمین کے شیخ گل میں نذیر حسین دہلوی فرماتے ہیں
 ”میں اس ۱۱۰ (شاہ و مذہبی) اور اس پوتے (شاہ اسماعیل شہید) کا معتقد ہوں۔ ان دونوں تحریروں سے فیضان الہی اہل گل کرنا ہوتا ہے۔“ (السیاق بعد اجماع ص ۱۶۷)

مشہور کتاب ”تجربہ و تخصص“ غیر متقدموں نے بارے میں لکھتے ہیں
 ”فرق غیر متقدمین کے فکری اور علمی قدمہ صاحب سیف و القلم و مام شاہ اسماعیل دہلوی۔“ (تجربہ و تخصص ص ۸۷)

معروف غیر متقدم عالم صاحب الزہد نے لکھا: ”مام شاہ دہلوی“ اور ”المدنیہ محبہ اور ”مجدد وقت“ جیسے القاب سے یاد کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں
 ”میں تحریک امام اور داعی امام شاہ اسماعیل شہید۔“ (المدنیہ ص ۱۳)
 مولانا محمد برہیم سیالوٹی ان کے بارے میں لکھتے ہیں

”آپ ائمہ دین و فقہائے حقین اور بلند پایہ محدثین میں سے ہوئے ہیں سرزمین ہندوستان میں ان دونوں برہادرہوں کی مثال جو پتے پیر کے دوریوں کی طرح تھے، بارہ سو سال میں نہ ملتی ہے۔“ (تاریخ اہل حدیث ص ۴۶۶، ۴۶۷)

۳۔ مولانا ابوالکارم محمد علی

- اس کا شمار اہل حدیث میں ہوتا ہے جنہوں نے قبلہ آثار حدیث کی
تردید و رد کی حدیث میں خدمات انجام دی ہیں۔ (حدیث کی شہادت میں عام
اہل حدیث کی خدمات ص ۱۳۴)

- ”جو شخص نے یہ مقدمہ نہیں لڑا ہے وہ اس میں بہت کم ہے۔“

”شیخ الحدیث، علامہ، مولانا ابوالکارم محمد علی بن حامد ریشی (۱۲۷۶ھ - ۱۳۵۲ھ) (۱۳۵۲ھ)

ہندوستان سے بڑے علماء میں سے تھے، تہذیب و سنت پر آپ کا عبور حاصل تھا، میاں
نذیر حسین سے سند اخذ حاصل کی، حیوانیات و راقیہ صلیہ کی شہادت میں نیز
اس واقع میں بڑی قربانی کی۔ (”جو شخص نے یہ مقدمہ نہیں لڑا ہے“)

۵۔ قاضی محمد بشیر سہوانی

- آپ کا شمار حق اہل حدیث کے شیخ اکمل میاں نذیر حسین دہلوی کے
حیدر تلامذہ میں ہوتا ہے، آپ جو پاں میں شہادت دیتے ہیں، اس سے صدر تھے۔ (دیکھئے حدیث
کی شہادت میں عام اہل حدیث کی خدمات ص ۱۳۶، ”جو شخص نے یہ مقدمہ نہیں لڑا ہے“)
بہیں یہ تفصیل موجود ہے، ان کی پوری کتاب ”مقتضیٰ حق کو اس میں رہے اور
جب بھی افصاح علماء پر مقتضی ملتا ہے سب سے پہلے اپنے گھر کی خبر
ورکوں خلع میں ہمارے میں بھی جاری ہے۔“

اغرض اگر یہ تقریباً سے حق و حلال کے صحیح طریقہ اختیار کرنے
میں کوئی حق نہیں ہے، مگر ہم سب کو حق و حلال کے بارے میں فریاد و تقریب
سے بچائے۔ آمین۔

مقتضیٰ تعجب ہے کہ اس کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ حدیث قرآنی آیت کے خلاف
ہے ”حدیث قرآن کے خلاف نہیں ہے، قرآن کی تفسیر ہوتی ہے۔ قرآن میں
جو ہے کہ ”وَمَنْ كُفِّرْ كَلِمَاتٍ عَطَاكَ“ کے جن سے بڑھنے پر بندہ نے ان کو معاف فرمایا۔

سب یہ ظلمات امدادی طرف سے کھڑے ہوئے۔ اس کے بارے میں قرآن نے
 بتا دیں ہیں۔ انہی آیتوں میں حدیث سے معلوم ہوتی ہے۔ درختوں کی پتوں سے کبر
 آئینے میں عکس ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن کی روشنی سے عکس ہوتے ہیں قرآن اور وہ
 ظلمات۔ اس سے قرآن کی عظمت ہوتی ہے۔

اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں: "یہ سیدہ اپنے آپ کو جہانوں کی معرفت
 دیکھ رہی تھی۔ تا کہ یہ سہ پہلے نہ شہید قریش ہے، بعد ضعیف حدیث کو رد
 کیا جائے۔ یہ صورت حال اور اپنی تمثیل کے بعد اس آیت ہوتی ہے: "قرآن کی
 روشنی سے ہر ظلمت مٹ جائے۔"



استراض

”فضائل اعمال“ میں حضرت کا تذکرہ ملتا ہے کہ وہ لوگوں سے ملتے ہیں اور نظر بھی آتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ جب کہ یہ عقیدہ بالکل اسلام کے خلاف ہے، اور تصرف فی الکون جیسے شرکیہ عقیدہ کی مثال ہے۔ ایسے سارے واقعات من گھڑت ہیں اور کسی معتبر کتاب نے ان کو نہیں نقل کیا ہے۔

جواب معتزلہ حضرت نے واقعات واسنادی عقیدہ کے خلاف لکھتا ہے اور شرکیہ عقائد کی مثال قرار دیتا ہے۔ تو عرض ہے کہ تو یہ مسند اصولی عقائد کا ہے اور نہ ہی یہ شرک ہے۔ سعودی عرب کے علماء کے مطابق حضرت کی حیات کے بارے میں بہت قول یہی ہے کہ وہ زندہ نہیں ہیں (دیکھئے فتاویٰ اسلامیہ، ج ۳، ص ۲۸۳-۲۸۸) جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس میں مختلف اقوال ہیں نہیں معتزلہ ہے۔ مگر یہ مسند اصول عقائد کا ہوتا تو یہ علماء سے سترے بجائے معتزلہ کی طرف ’تفزیہ شرک‘ کا حکم لگاتے۔

واقعات کو درج کر کے پہلے اس مسند میں علماء کا مسکب مد نظر فرما میں امام ابن حجر مرقا کی اپنی مشہور متون میں شیخ ابی نعیم حاکم نے فرماتے ہیں ”ابن صائر نے کہا کہ حضور علیہ السلام وہ مرد ہیں اور انہوں نے بھی یہی کہا ہے اور یہاں انہوں نے (شیخ امام مومن) کے یہودیوں اور اہل صلات کے یہاں متفق علیہ بات ہے اور اس کو دیکھتے وہ ان سے ملنے کے واقعات استنہ ہیں کہ ان سب کا احاطہ دشواری سے۔“ (فتح الباری، کتاب انبیاء، ص ۵۰۰۔ دو مبدعہ تہذیبیہ الحمد للہ مدرس مسجد اندھوی کی تحقیق کے ساتھ اور امیر سائنس میں عبد العزیز کے عقائد چھپی ہے۔)

اس کے بعد امام ابن حجر نے اس سلسلہ کی روایات اور چھ دہائیات بھی نقل کی

ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے بس ۶۹۹-۵۰۲)

۲۔ مدنی قاری اپنی شرح 'مدقات' کی میں فرماتے ہیں

"تمہدہ تصنیف مشہور طریقت اور حقیقت اور ربوبیت مجاہدات اور
مکاشفات سے مراد ہے اور مذہب میں اور اس کی تعلیمات میں علم حوزہ اور حکم بن
احمد، شریعتی، معروف قری، سنی، شیعہ (جہد) اور بریکہ حواس وغیرہ کے۔"
'مدقات' قاری کی کتاب حاکمیت امیہ، باب ۲۸، ص ۴۱۳

۳۔ ابن عربی نے فہامہ لطیف نے اپنی تفسیر میں شریعت پر لکھا ہے۔ (دیکھئے
جامع، کتاب التوحید ج ۱ ص ۲۸)

مزید معترضین حیات انہیں لکھتے ہیں۔ کی معتبر کتاب نے نہیں ہیں بل
یہاں ہر سب سے مستثنیٰ کرتے ہیں۔ اب بنیائیں و لغات معتبر کتاب سے مدد نظر حاصل
اور امام ابن رجب حنبلی فرماتے ہیں

"اور کتاب الفصاح، اس میں بڑے بڑے علماء ہیں۔ اور اس میں ہے کہ
سنہ جو موقوف ہوئے تھے۔ اس میں غرض نے کہا ہے کہ وہ فرشتہ تھے اور جنس نے
اس کے وہ انماں تھے، اس کی تفسیر کے یہ کہ وہ ایک مد کے میں بنی نہیں اور
جنس کے انماں وہ ان میں موقوف تھے۔ اور اس کے (انماں) کے یہ ایک صحیح یہ ہے کہ
اور مذہب میں مرید و سائق کے وہ ان کے۔ اور وہ اپنے علم کے جوہر میں جیسا کہ مجھے
خبر دی ہے کہ اس میں "پیدا کی ہے اور اس سے ہی، قوت و مرے جوہر کو یکھنے و رن
مدقات کے پرستار سے ہیں۔" (طبقات ابن حنین، ص ۲۷۷)

۴۔ اسی طرح بنیائیں طبقات انماں میں یہ تفسیلی و قعد امام احمد بن حنبل
نے امام حنفی کو اور اس کے و حنیف کو بتایا، جس میں امام احمد بن حنبل کے کسمپرسی کی
حالت میں عروج کا تذکرہ ہے، جس میں ایک ایسا بھگت دینی بنی و مدد کرتا ہے حیر میں
ہے "و حنیف نے غوی سے پوچھا آپ اس آدمی کو کیسے پکارتے ہیں؟ تو انہوں نے

جو ہدایہ کہ میرے نہیں سے دھنڑے تھے۔ (طہقات ص ۱۵۱ ج ۹)

۳۔ مرید ایک درجیب و اتو امام ابن ربیع ضبی، امام ابن اجری کے نوٹوں سے بیان کرتے ہیں جس میں حضرت ایک صاحب سے پوچھا کہ سنائی باقی عمر تھاتے ہیں، تم تنہا رہ رہو رہو تھے۔ (ایک طہقات ص ۱۵۱ ج ۹)

۴۔ خواہا مارن اجوی نے اپنی کتاب میں لکھی، اتو ایک صاحب کے حضور کو، لکھتے کا، لکھتے۔ (ایک طہقات ص ۱۵۱ ج ۹)

۵۔ امام ابن ربیع بن عیوب سے نقل کرتے ہیں اس میں محمد بن عبد عزیز کا حضرت سے ملنے کا کرت۔ (ایک طہقات ص ۱۵۱ ج ۹)

۶۔ راجح صبی کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ فرماتے ہیں ”کہا جاتا ہے کہ نہیں نے حضرت سے دوبار ملاقات کی تھی۔ (ایک طہقات ص ۱۵۱ ج ۹)

۷۔ معروف فیہ مقدمہ منواب صدیق اس خاں لکھتے ہیں بعض صاحبین نے کہا ہے بعض مناب میں مجھ کو حضرت شہید سواہل تک کہ میں تک (جہن موت) سے ذرا

دور مرنے سے ایسے مستعد ہو بیٹھا تھے جس سے لگتی تھی۔ ایک سب سے لگتی تھی کہ تین بار ”الصفیہ حنفیہ، عسما حنفیہ، حنفیہ حنفیہ، حنفیہ حنفیہ، حنفیہ حنفیہ“

حسب ”یہ تھک رہا ہے۔ جب تجھ کو بتائی جیسا کہ یہ کوئی مار مارا ہو تو اس کو کہا کہ ”یہ بہنا کافی شامی ہوگا۔ میں سے پوچھا کہ کون ہو؟ اس نے کہا میں حضرت

ہوں۔“ (کتاب الہدیات ص ۹۱)

۸۔ یہی طرح تفسیر و تہذیب میں بھی اس طرح کی روایت وہ لغات و تہذیب

کیا گیا ہے۔ مثلاً دیکھئے امام بیہقی کی تفسیر الدر المنثور (ج ۵ ص ۴۰۹-۴۳۵) امام ابن کثیر کی تفسیر القرآن العظیم (ج ۹ ص ۹۰۱-۹۰۲) وغیرہ۔

۹۔ دیکھنا ہے کہ اعتراض کرنے والے ان تہذیب کو بھی ”غیر از شرک“ کے حکامات کا نشانہ بنائے گئے یا صرف فضائل اعمال اور تعمیلی جماعت سے نفرت ہے؟

۴۔ اسی طرح سے امام شافعی کے ترجمہ میں، وہ فرماتے ہیں: ربيع بن مہمال کے منقول سے وہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی ہر رات کو ایک ختم کرتے تھے، اور جب رمضان آتا تو ہر رات کو ختم کرتے اور دن میں بھی کرتے۔ تو رمضان کے مہینے میں ساٹھ ختم کرتے۔ (‘اتماز‘ ج ۲، ص ۶۳)

۵۔ اسی طرح ابو یوسف عیسیٰ کے ترجمہ میں ہے کہ وہ ایک کمرے کا تذکرہ کرتے ہیں کہ میرا اس میں ساٹھ سال سے ان اور رات میں ہر روز ایک قرآن ختم کرنے کا معمول ہے۔ (‘اتماز‘ ج ۱۴، ص ۳۸۲)

۶۔ امام ابن ابی شیبہ نے ثابت بن عبد اللہ بن الزبیر سے ہارے میں فرماتے ہیں: ”وہ مصعب بن ادرات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے اور دن میں روزور کہتے تھے۔“ (‘الصفحة‘ ج ۲، ص ۱۹)

۷۔ امام وہابی مسیح بن سعید سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں ”محمد بن اسماعیل رمضان کے ہر دن میں ایک ختم کرتے تھے اور رات کو تراویح کے بعد نماز میں تین راتوں میں ختم کرتے تھے۔“ (یعنی پورے رمضان میں تقریباً چالیس قرآن ختم کرتے تھے) (دیکھئے سیر اعلام النبلاء ج ۲، ص ۳۳۸)

۸۔ امام بیہقی امام اوشین اشعری کے بارے میں لکھتے ہیں ”میں سس تک انہوں نے صبح کی نماز شام کے نفلوں پر بھی۔“ (ایک طبعات شافعیہ ج ۳، ص ۲۳۸)

۹۔ امام ذہبی کے بارے میں کتاب التہجد میں ’کے شروع میں ’ن کے مختصر

ترجمہ میں ہے

”اور وہ دن اور رات میں صرف ایک وقت کھاتے تھے عشاء کے بعد، اور صبح کے وقت کھری کے سے چھ پی پیتے تھے اور کسی سے ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے اور وہ (اندان پر رحمت کرے) کوئی میں دس لے گئے، اور اس کی قبر مشہور ہے، جس کی زیارت کی جاتی ہے، اور جس کا ایک لوگ قصد کرتے ہیں۔“ (فتح المبین)

ص ۲ مطبوعہ دارالمسہد نجد، سعودی عرب)

• شیخ محمد بن عبد الوہاب فرماتے ہیں اور بہ سات دن میں ختم کرنا (قرآن)
 مستحب ہے، عبد اللہ بن مرزوق اور اس بن حدیفہ کی حدیثوں کی وجہ سے جسے بود و نے
 روایت کیا ہے۔ اور ان سے منقول ہے کہ وہ (حدیث) غیر محدود ہے اور نشاط اور قوت
 پر موقوف ہے، کیونکہ مٹوں بہ رات میں ختم کرتے تھے۔ (مؤلفات محمد بن
 عبد الوہاب ج ۲ ص ۱۵۸)

الہذا مقصود خدا کا خوف ہے اور بہ دھڑک دھڑک اور بدعت کے حکامات
 گناہت پر ہے۔



مثنیٰ کے طور پر کتاب تاریخ مکہ (حقیقہ بی صدی ہجری کے عام ابو لؤمیدہ، رافعی کی تصنیف ہے) میں باقہ حدیثیں نقل کی گئی ہیں۔ یہ سب میں برہنہ کے بنائے گئے ہیں اور ان میں قیہ کا تذکرہ ہے۔

”کافوں و رومیوں کی تالیف سے پہلے عبد الجواد“ (ج ۱، ص ۴۱) ”آدم کی بیہوشی سے پہلے فرشتوں کی قیہ“ (ج ۱، ص ۴۴) ”آدم کی قیہ ورنہ کاج کرنا“ (ج ۱، ص ۵۸-۵۹) ”آخر کے بعد ان کی اور ان کی قیہ“ (ج ۱، ص ۶۹) (تفصیل سے دیکھئے تاریخ مکہ، مطبوعہ مکتبہ دارالافتاء اسلامیہ، مصر)۔

اسی طرح کتاب ”بیت مداحہ“ (مؤلف استاذ احمد محمد شمس الدین) میں ہے ”یعنی وہ سب سے پہلے کے جو زمین کی سطح پر آئے“ (ص ۱۴) ”اسی طرح عہد عبد بنی علی اپنی کتاب ”انفاذ الامام“ میں ذکر کرتے ہیں ”جس کو عبد بنی بنیاء میں بڑا اختلاف ہے۔ اور سارے مجموعہ کا حاصل یہ ہے کہ وہ گیارہ مرتبہ بنایا گیا۔“

پہلی قیہ فرشتوں کی، دوسری آدم کی اور تیسری ہے کہ ان کی قیہ فرشتوں سے پہلے کی ہے۔ تیسری ان کے اور ان کی قیہ، چوتھی ابراہیم کی۔ ”(انفاذ الامام ج ۱، قیہ باب، فصل اس میں ۲۸۵، ۲۸۴، مطبوعہ مکتبہ دارالافتاء، مصر)۔

مزید یہ کہ ایک حدیث میں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو اس کے آثار و فرائض میں تیار کیا تو اس کے ساتھ ایک گھر بنا دیا جس کے گرد طواف کیا جائے گا، جیسے میرے عرش کے گرد طواف کیا جاتا ہے اور اس کے گرد نماز پڑھی جائے گی جیسے میرے عرش کے گرد نماز پڑھی جاتی ہے۔ پھر طوفان کے زمانہ میں وہ گھر اٹھایا گیا اسی کو رب نبیاء و راسخین کا قصد کرتے تھے۔ (دیکھئے کتاب ”مجمع الزوائد“ ج ۳ ص ۲۶۱۔ امام بیہقی کہتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ یہ حدیث امام منذری کی ”تاریخ نبیاء و راسخین“ میں بھی ہے)۔

کی طرح تفسیر کی کتابوں میں بھی یہ تفصیلی روایات نقل کی گئی ہیں۔ دیکھئے امام سیوطی کی تفسیر ”لدر المکثور“ (ج ۱، ص ۳۰۳-۳۳۱، ج ۲، ص ۲۶۵)، امام جلال الدین محلی اور امام سیوطی کی ”تفسیر حطابین“ (ص ۶۲)، امام رازی کی ”تفسیر البیڑ“ (ج ۳، ص ۱۸۶)، امام قرطبی کی تفسیر ”الجامع لاحکام القرآن“ (ج ۲، ص ۱۲۰)، امام سعدی کی ”تفسیر السدی البیڑ“ (ص ۱۸۲)، وغیرہ وغیرہ۔

سب مقررین نے کو بھی اپنی ”مندی رہبان کا نشانہ بنا لیا۔ ایران سے حال پر بھی افسوس رہا۔



استدلال

”فضائل اعمال“ میں بہت سی بدعات کی ترغیب دی گئی ہے، مثلاً ایصالِ ثواب کرنا، مخصوص تعداد میں اذکار کرنا جو کہ حدیث سے ثابت نہیں ہیں۔

جواب یہ بھی مقدس و حتمی ہے۔ کتاب ”فضائل اعمال“ میں بدعات کی ترغیب اقل نہیں کی گئی ہے۔ سب از مقدس کا نظریہ ہی بدعات کے بارے میں ہے۔ یہاں یہ ہے کہ ایصالِ ثواب کوئی ایسا راجح و مانعِ قیَم سے تو اپنی کتاب روح میں اس کی تفصیلی بحث فرماتی ہے اور باقی بدعات کے مخالفین کے اعتراضات کا ایک ایک جواب بھی دیتے ہیں (دیکھئے کتاب ”روح“ ص ۴۵)۔ (۱۳۱) اس سے شروع میں اہل سنت کا اس بات پر بہتان چل رہا تھا کہ وہ طور پر تو ثواب پہنچتا ہے۔ ایک رسمیت اپنی زندگی میں کسی ایسا کام کا سبب بنا، جس کا ثواب ہوا تو سب۔ اور یہ یہ کہ وہ مسلمانوں کی دعا میں مومنوں کے حق میں، ان کے حق میں ان کے متفقہ، کسی طرح صدقہ و رزق کا ثواب بھی ہوتا، تعلق پہنچتا ہے۔ اس کے بعد بدعات ہیں۔

”بدنی عبادت“ میں ہوں نے (یعنی اہل سنت نے) اختلاف کیا ہے، جیسے روزہ، نماز، قرآن کی تلاوت اور دعا کا اہم (یعنی فضائل) اور جمہورِ مسلم اس کے (یعنی ثواب کے) تقابلیے کے قابل ہیں۔“ (”روح“ ص ۱۴۵)

یہ طرح مامونوں کی کتاب اذکار میں لکھتے ہیں
 دعا کا اہم ان کے کہ میت دعا کا وہ مدد پہنچتا ہے اور اس کا ثواب بھی۔ اور

قراءۃ قرآن کے ثواب کے پہنچنے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ شافعی مذہب اور بعض علماء میں مشہور نہ پہنچتا ہے۔ اور احمد بن حنبل اور علماء کی ایک جماعت اور بعض شافعیوں کی طرف سے ہیں کہ ڈوبتا چلتا ہے۔ (الادکار ص ۲۵۲)

یہی طرح تفسیر اور شرح کی کتاب میں بھی اس سلسلہ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ لہذا مقرر فی سوچے۔ یہ مدت ایسے ہو سکتا ہے۔



اموال و اشیاء

”فضائل اعمال“ میں ہے کہ مدینہ کے ہزار سے زیادہ نام
میں (دیکھئے ’فضائل اعمال‘ جلد دوم، ص ۱۴۴) حالانکہ یہ سوائے غلو
کے کچھ نہیں۔ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جواب: فضائل سے یہ ذی شان ہے۔ اہل علم میں شریعت
کا یہ کتاب ہے۔ یہ کتاب شریعت کی مدد سے اس حج کی طرف منسوب
ہے۔ یہی ہے مدینہ۔ ہمارے ہاں ہر شخص کی کتاب شریعت، اشیاء سے
حاشیہ میں ملتا ہے۔

”فصل متحریرین نے اس (مدینہ کے اماموں کو) رتبہ پدید ہے،
وہ اس کے معانی سے معنی سے تفسیر سے یہ ہے۔ (حاشیہ علی شرح
بصائر میں ص ۴۴، مجموعہ مدنی، صفحہ ۱۸۴، ص ۱۸۴)۔

مفسر نے حاشیہ میں لکھا ہے: ”اہل علم و شریعت ہیں
وہ حضرات اماموں کی کتابوں کی کتابت پر ترقی ہے۔ ہر
جگہ تہذیب نامہ میں ملتا ہے کہ مدینہ کے ہیں یہ حضرات ہر
جگہ ہیں۔ (شرح بصائر میں ص ۴۴)۔

اس کے علاوہ اس میں تو میں نے کتاب نامہ مدینہ خورہ پک جاتے ہیں
تہذیب و الاسرار (ج ۱، ص ۲۹) مجموعہ مدنی، صفحہ ۱۸۴، ص ۱۸۴
مدنی میں کہتے ہیں کہ ہر ہائی (ص ۱۹۰) کتاب تحقیق النہج (فصل
۱۴۲) مدنی میں مدینہ کی مرنے میں نہی (ص ۱۹۱) مجموعہ مدنی، صفحہ ۱۸۴، ص ۱۸۴

معالم طے (تیسرا باب ص ۲۶) امام مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروز آبادی (۷۳۹ھ-۸۱۷ھ) جو مرکزِ بحوث وِدراسات المدینۃ المنورۃ کے زیرِ ہتماں چھپی ہے (دغیرہ وغیرہ۔

علامہ سمودئی (۸۳۳-۹۲۲ھ) نے اپنی کتاب "خلاصۃ لونی" میں مدینہ کے نوے (۹۰) نام ذکر کئے ہیں (دیکھئے حزاوہل ص ۱۹-۶۲) یہ کتاب اُمحمد ال مین محمد محمود احمد اجپنی (جو جامعہ اسلامیہ مدینہ المنورۃ میں شعبہ تد ریس کے رکن ہیں) کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔



”راہِ عام اسلامی (متہ المتروک) کی ویس تو ارادے سے چند فقہات پیش راہ ہیں۔
 ہیں۔ ساتھ ہی ان پر اظہار کے واسطے بعض علامہ نام بھی لکھے گئے ہیں۔

”دوسری نوعیت جو ان مسائل میں فقہی اختلاف ہے، اس کے پس پشت پڑنے
 علمی سبب ہیں جن میں اللہ کی عظیم خلقت اور بندوں پر اس کی رحمت کا فرق ہے۔ ساتھ ہی
 اس کی ہدایت نصوں کے تسبیح و تہلیل سے اور وہیں رحمت پیدا ہوتی ہے۔

یہ اختلاف ایک نعمت اور عظیم حق و فیض پر مبنی ہے جس نے امت مسلمہ
 کو اپنے ایمان و شریعت کی بات اتنی شامی و تاریکی میں لکھائی ہے۔

”پھر حق میں سے مطابق قیاس میں نقص ہے مت میں تو رکاب سب ہے۔“
 تو راہ میں آگے ہے۔

”دوسری نوعیت کا یہ فقہی اختلاف نہ صرف دین میں ہونی غرض یا ناقص ہیں رہا
 ہے اور نہ سزا کے ناقص و نقص تو راہِ یاب سکتا ہے۔ یہ تو راہِ خیر و رحمت اور فی الواقع
 بندوں پر اللہ کی رحمت و شفقت اور نعمت ہے۔

لیکن اگر کوئی شخص جس میں عقل و دل کا کچھ نہ ہو، اٹھان سدا مسموم
 نوجوانوں، بالخصوص بیرونی ممالک میں غیور حاصل کرنے کے مسئلہ طہری اسلامی
 ثقافت و علومات میں کمی کا استعمال کرتے ہوئے میں یہ بار بار کرنے کا پاپا ہے کوشش
 کرتے ہیں کہ اتنی اختلاف ہی اتنی ہی اختلاف کی مانند ظلم و شریعت میں ناقص
 و تضاد ہے۔

”جہاں تک اور سے ملنے کا تعلق ہے جو تمام مسائل میں ہی کو پس پشت ڈال دینا
 چاہتا ہے اور ان کو ایک سے لے کر ان کی موت دیتے ہوئے مودعا فقہی مسابک (یعنی
 مذہب رجب) اور اس سے مراد مودعا و طہری شیعہ کا نشانہ لگاتا ہے۔ اور پیش راہ اس فقہی
 مسابک کی اہمیت و قیود اور اس کے مدنی تنظیم و خدمات سے پیش نظر کسی جہتہ و چاہے کہ اس
 ناپسندیدہ اور گھٹیا طریقہ عمل سے گریز کرے جس کے ذریعہ وہ لوگوں کو راہ لگاتا ہے، ان کی

نشر و اشاعت میں عام اہل حدیث کی خدمات (ص ۱۶)۔

رہا نبی ﷺ کا قبہ شہر میں رہا، نہ وہاں اور سلاۃ و سلام سناتے رہے، سب اہل سنت کا اتفاق ہے۔ مثلاً

”علامہ سخاوی (جو امام ابن حجر عسقلانی کے شاگرد ہیں) فرماتے ہیں

”اور ہم ایمان رکھتے ہیں، ”رصدیقِ سرّت“ ہیں کہ نبی ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں، آپ ﷺ و رقی ایسا جاتا ہے اور آپ ﷺ کے جسم کو زمین نہیں کھاتی۔ اور اس پر مست کا اجماع ہے۔“ (”قول المدنی“ ص ۱۶)

☆ علامہ ذرقانی لکھتے ہیں

”نبی کریم ﷺ اور بہت سے مسلم قبروں میں زندگی کا رے نزدیک قطعی و یقینی ہے اور اس حیات پر اہل قطعیت قائم ہیں اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔“
(”شرح مواہب“ ج ۵، ص ۳۳۳)

اسی طرح درج ذیل کتب میں بھی اس کی وضاحت موجود ہے

علامہ ابن حجر مکی کی ”فتاویٰ اعلیٰ“ (ج ۵، ص ۳۵)، علامہ شاکانی کی ”نیل
الوطار“ (ج ۳، ص ۲۴۸)، حافظ حمد بن محمد القسطلانی کی ”رشاد الساری“ (ج ۶، ص ۷۷)،
علامہ سبکی کی ”طبقات الشافعیہ“ (ج ۳، ص ۴۵)، امام ابن قدامہ حنبلی کی ”مغنی“ (ج ۳،
ص ۵۸۸)، شیخ عبد القادر بن حنبلی کی ”دس التوسل“ (ص ۱۱۳)، علامہ ابن عابدین
شامی کی ”فتاویٰ شامی“ (ج ۳، ص ۲۵۹)، امام ابو مطر السداتی کی ”کتاب التہبیر“
(ص ۳۹) وغیرہ وغیرہ۔

رہا مسند اس حدیث کا جس میں یہ تذکرہ ہے کہ جو میری قبر پر سلام پڑھتا ہے
میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ تو مقتصد کی مصلحت سے یہ عرض ہے کہ یہ حدیث
من گھڑت نہیں ہے۔ اس حدیث کو درج ذیل علماء نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے
امام سیوطی، امام مطرانی، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، علامہ سخاوی، امام سیوطی،

ص ۲۸۱)۔ علامہ بوسیری کی نزہۃ (ج ۲، ص ۵۹) وغیرہ وغیرہ۔

امام منذری فرماتے ہیں اس کی تفسیر ہے۔ علامہ بوسیری فرماتے ہیں اس سند کے رجال ثقہ ہیں لیکن اس سند سے قطع ہے۔ (یعنی حدیث مرسل ہے)۔ اس کا مدعی میرا ہے۔ شیخ باقی کہتے ہیں اس سے رجال ثقہ ہیں لیکن سند قطع ہے۔ (ایسے تحقیق علماء، مفہام ص ۳۹)

ورای عمر بن ابی و حدیث ہے جس میں ہے کہ جو مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ میری روانہ کرے اور اسے روایت کرے۔ میں اس سلام کا جواب دوں۔ اس حدیث کا راجع اہل علماء نے روایت کیا ہے

امام احمد بن حنبل (مسند ج ۲، ص ۵۲)، امام ابوداؤد (مسند حدیث نمبر ۲۰۴۱)، امام بیہقی (مسند ج ۵، ص ۲۳۵)، امام مطہری (اموطہ لکڑی، اسط حدیث نمبر ۳۱۱۶) وغیرہ۔

اور امام نووی نے اس کی سند صحیح ہے۔ اور حافظ ابن حجر نے کہا اس کے راوی ثقہ ہیں، اور امام سیوطی نے اس کی تصحیف کی اور شیخ باقی نے اسے حسن قرار دیا اور اس سے حجت کی حادیہ منذری نے "الذنیب و الترهیب" میں "جلاء" کہا۔ تحقیق حازم اقداسی ص ۲۱ مطبوعہ مکتبۃ دارالحدیث (مکتبۃ المنزلیہ)

اس حدیث کے بارے میں فقہانی امامیہ ائمہ نے جو وہی علماء کا کہنا ہے کہ یہ حدیث حسن و درجہ اولیٰ ہے اور قابل امت ہے۔ (ایسے فقہانی علماء یہ ائمہ ج ۱، ص ۳۸۱) معروف ضعیفی علامہ امام عبدالحق بن عبدالحق (م ۱۰۱۱ھ) نے ایک کتاب "تاب فی عقد" نام میں اسے نام لے کر جس میں انہوں نے امام احمد بن حنبل کے اقوال و عقائد کے تحقیق سے اس میں جھٹکتے ہیں

"اور وہ فرماتے تھے شہداء نقل ہے کہ حد باقی رہتے ہیں اور ہمارے زکی کہتے ہیں۔ ورمہ فرمایا کرتے تھے کہ ثلث انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ ورمیت ان کا پتہ چل جاتا ہے جو اس کی زیارت کرتا ہے جمعہ کے دن

صواع فخر۔ حد و طوع و نفس سے پہلے (س ۸۱، ۸۲)

یہی طرح داتا گوتی کے مسئلہ کے بارے میں امام بن قیصر نے اپنی کتاب
اورن میں تفصیلی بحث کی ہے اور اس پر عتہ اصوات و ریخفہ اہل کا
جواب دیا ہے۔ (مشاورت کے کتاب اروج اس ۶۰، ۶۱)

اور کتاب کے شروع میں مثنوی یا اموات و زندوں کی ریاست اورن کے
معاہدہ کا پتہ چلتا ہے یا نہیں کے تحت فرماتے ہیں

”اور سلف کا اس پر اطمینان ہے، اور ان کے آثار تو اترو کو پہنچتے ہیں کہ میت
و زندہ کی ریاست کا یہ چلتا ہے اور اس سے خوش ہوتی ہے۔“ (اروج اس ۹)

رہے دوسرے واقعات پر اعتراض، اس کا جواب پہلے دیا جا چکا ہے
اور یہ واقعات کی حقیقت بیان ہی جا چکی ہے۔

رہا مقررہ ص کا یہ نہنا کہ یہ دوسری عقیدہ کی تبلیغ ہے جس کے مطابق نبی ﷺ قبر
میں برزخی زندگی نہیں بلکہ انبوی زندگی زائر ہے ہیں، اس میں بھی مقررہ ص نے جھوٹ
بولی ہے۔ کتاب ’معدن‘ کی پوری تفصیل اس مسئلہ میں پڑھنے سے صاف پتہ چل جاتا
ہے کہ بات یہ ہے، مین مقررہ ص کو پتہ ہے کہ ماہ و جون عوام کے پاس اتنا وقت نہیں ہے
کہ وہ ’معدن‘ کو پڑھیں ”اعلم کی اس راوی کا وہ بھروسہ و مدد اٹھاتا ہے، لیکن قیامت
میں یہ کتاب سب سے پہلے اور ہمیں چاہے کہ علماءوں کے عقائد کے خلاف جھوٹے
ادعات کے اریہ اثرات کے ادعات جز کے اریہ اثرات۔ مجبوراً ہم یہاں
’معدن‘ کی پوری تفصیل سامنے رکھ دیتے ہیں تاکہ اس کی ساری بھی پوری ہو جائے
اور حق بات و سبب معلوم ہو جائے۔ حال یہ تھا کہ نبی ﷺ کی قبر کی زندگی کے بارے
میں یہ فرماتے ہیں کہ بولی خاص زندگی آپ ﷺ کو حاصل ہے یہاں مسلمانوں کی طرح
برقی زندگی کے (یہ سوساں متن میں رہے) ”جواب میں لکھتے ہیں

”ہمارے برائے یہ اور تمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ کی قبر مبارک

میں زندہ ہیں ورتا ہے ^{میں} حیات و پانی میں ہے (یہ نہیں کہا کہ وہ انبیاء کی زندگی ہے بلکہ وہ ان کی زندگی کی طرح ہے۔ اسے تفصیل دیتے ہیں) اب ملاحظہ ہونے سے یہ حیات مخصوص ہے اس حضرت ^{میں} اور تمام نبیاء پر اس امر پر شہدہ کہ ساتھ برقی نہیں ہے (جو یہ کہ) حاصل ہے تمام مسلمانوں میں سب آدمیوں کو (اس سے صاف واضح ہو گیا کہ عقیدہ یہ ہے کہ ان کی زندگی خاص برقی زندگی ہے، ان میں (پناہ) ہے۔ سیولٹی نے اپنے رسالہ "دیکھا دیکھا" میں تصدیق کی ہے (ان کی یہ باتوں کی نہیں ہے اور اپنی طرف سے نہیں ہے، بلکہ اس علت و برکت سے کہ یہ بات پہلے بھی کی ہے "پناہ" دیتے ہیں کہ علامہ تقی امین علی نے فرمایا ہے کہ نبیاء و شہداء کی قبر میں حیات کی سے حقیقت دیا میں تھی (اس کی معترضات علماء کو بھی اپنی گندی زبان کا نشانہ بنا گا "میری ان پناہ" اس مترشح کرے گا "۴۴") اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نہ رہنا (جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے) اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ سم کو چاہتی ہے "اس اس سے ثابت ہوا کہ حضور ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی بر برقی سے کہ عام برزخ میں حاصل ہے " (مہدی علی المصنف، ص ۳۲، ۳۳)۔

اس تفصیل کو پڑھنے کے بعد جمی یا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کا عقیدہ ہے کہ نبی ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کو اپنی قبر میں جو زندگی حاصل ہے وہ برقی نہیں ہے بلکہ یہ بھی اس کی شہدہ ہوتا اس سے یہ مزید وضاحت کے لئے ملاحظہ فرمائیے (جو ائمہ کے ساتھ چھپا ہے) میں برائی نہیں ہے پناہ پیش نظر میں قاضی مظہر حسین صاحب نے اس پر قیمتی گفتگو کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں

"نبیاء و مریدان سلام کی حیات بعد اموات کے یہ جو نفس اکابر نے دیوی حیات کے لحاظ استعمال کے میں تو اس کا یہ مطالب نہیں کہ موت کے بعد ان کو من کاں (وجود) (حیثیت سے) یہ دیوی حیات حاصل ہے، بلکہ اس سے مراد عام

برخ کی وہ حیات سے جو اس کے اندر میں ہے جو اس دنیا میں تھے، نہ یہ کہ اس کی حیات کا خلق محض اس کے مثالی انداز سے ہے، بہت قبر میں ان کو اس دنیا کی غذا و درد کی حاجت نہیں تھی۔ (’امجد‘ ص ۱۳۸)

اب اس عقیدہ میں کیا بگاڑ ہے کہ نبی ﷺ یا دیگر نبیہ اور شہداء کو قبر میں جو زندگی حاصل ہے وہ عام مسلمانوں یا عام لوگوں کی طرح نہیں ہے؟



استراحت

”فضائل اعمال“ میں جمعہ کے دن کثرت سے نبی ﷺ پر درود و سلام کی ترغیب دی گئی ہے (دیکھئے ”فضائل درود ص: ۳۸)، حالانکہ اس کی کوئی صحیح اصل نہیں ہے، اور یہ گمراہ صوفیوں کا غلو ہے۔ نبی ﷺ پر کثرت سے درود کبھی بھی پڑھا جاسکتا ہے اور اس کی کثرت کو خاص وقت کے ساتھ مخصوص کر دینا گمراہی ہے، اللہ محفوظ رکھے۔

حواص اس میں کوئی شک نہیں۔ نبی ﷺ پر ہمیشہ ثبات سے درود و سلام پڑھنا چاہئے لیکن یہ نام کہ اس وقت متعین نہیں ہیں، ہر متوجہات اور خود گمراہی و رتاہالی ہے۔ ائمہ اس نمبر ۱۳ کے تحت حواص حدیث اس بن وٹ سے نقل کی گئی ہیں، ان دونوں کے شروع میں ہے ”سوس (۱) میں میرے اوپر صدقہ میں ثبات کیا رہا“ اور ”حدیث کے شروع میں ہے“ میرے اوپر صدقہ ہے“ میرے اوپر صدقہ ہے“ میں ثبات یہ ”ان دونوں حدیثوں کی بات سبلی بات اوپر گزر چکی ہے۔

بہنواعت میں ہے۔ ”خود کاروں سے“

اور حفاظت فرماتے ہیں

”اور قیامت کے دن جو لوگ اپنی قوموں کے فضائل میں مبتلا رہیں وہ اس سے ہوں گے
 (اے بارے میں روایات ہیں) اور ہر قوم کی فضیلت میں سب سے بہتر ہے (اے بارے میں روایات ہیں)
 (اے بارے میں روایات ہیں)۔“ (انہیں پانچ میں سے)



اعتراض ۱۳

اس کتاب میں حضرت شیخ الحدیث صاحب کئی غیر صحابی (مثلاً امام ابو حنیفہؒ) کے ناموں کے ساتھ 'رضی اللہ عنہ' لکھتے ہیں حالانکہ یہ جائز نہیں ہے، اور سب جانتے ہیں کہ یہ لقب خاص صحابہؓ کے لیے مختص ہے، جس طرح 'علیہ السلام' نبیوں کے لیے۔

جواب یہ بھی مقترض کی تم علی کی دلیل ہے۔ خود لفظ فرماتا ہے (ترجمہ "وہ لوگ جو یہاں لائے اور کئے بھلے کام، وہ لوگ ہیں سب خلق سے بہتر۔ بدہ ان کا ان کے رب کے یہاں باغ میں ہمیشہ رہنے کو نیچے بہتی ہیں ان کے نہریں وہاں ہیں گے ان میں وہ ہمیشہ اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی۔ یہ ملتا ہے اس کو جو ذرا اپنے رب سے"۔ (سورۃ البقرہ ۸۰)

نیز مشہور تفسیر خازن میں سورہ قہ پ کی آیت ۱۰۰ کی تفسیر میں ہے "اور سارقون اور لوٹنے والوں جو مہاجرین اور انصار میں سے ہیں، اور وہ شہداء بدر میں سے ہیں اور حوت کی ابتلا کرنے والے ہیں قیامت تک نیکی کے ساتھ عمل میں، لہذا راضی ہوا ان سے ان کی طاعت سے اور وہ راضی ہوئے اس سے اس کے ثواب سے"۔ (ص ۴۰۳، نیز، یکم تفسیر جلالین ص ۵۴۵، ۱ ص ۵۹۹)

اسی طرح درج ذیل معتبر تفسیروں میں اس طرف اشارہ موجود ہے، الحمد للہ امام ابن کثیرؒ (ص ۴۰۳) کی تفسیر القرآن العظیم (ج ۱ ص ۴۲۵)، امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبریؒ (ص ۳۱۰) کی تفسیر جامع بیان (ج ۱ ص ۲۲۵، ۲۲۳، ج ۲ ص ۲۲۹، ج ۲ ص ۴۹۳-۴۹۵، ج ۲ ص ۵۵۶، ۵۵۷)، امام

قرطبی (م ۶۷ھ) کی تفسیر 'اب مع الاطام القرآن' (ج ۶ ص ۳۷۹-۳۸، ج ۸، ص ۲۳۸، ج ۷، ص ۳۰۸، ج ۲۰، ص ۱۳۵، ۱۳۶)، امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) کی تفسیر 'سمر الکبیر' (ج ۴ ص ۶۸، ج ۵ ص ۹۶)، وغیرہ۔

۲۔ نیا امام بن مجہوری نے اپنی کتاب 'صلۃ الصلوٰۃ' میں بہت سے غیر صحابی سے تذکرہ سے بعد رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں۔ مثلاً امام علی بن حسین بن علی کے تذکرہ میں لکھتے ہیں "اور وہ قلعہ میں دفن کئے گئے اور انہوں نے ۵۸ سال کی عمر پائی، رضی اللہ عنہ" ('صلۃ الصلوٰۃ' ص ۳۲۸) اسی طرح علی بن عبد اللہ بن عباس کے تذکرہ میں ('صلۃ الصلوٰۃ' ص ۳۳) وغیرہ۔

۳۔ اسی طرح معروف 'اہل حدیث' عالم نوب صدیق حسن خان نے اپنی کتاب 'التاریخ مکمل' میں بہت سے غیر صحابہ کے تذکرہ کے ساتھ رضی اللہ عنہ لگایا ہے۔ مثلاً اپنے والد کے تذکرہ میں فرماتے ہیں "اور وہ پیدا ہوئے، رضی اللہ عنہ، سن ۲۱۰ھ" میں "۔" (ص ۲۹) نواب صاحب کے والد یقیناً صحابی رسول نہ تھے!!

ماضی قریب کے معروف سعودی عالم شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن بن جبرین اپنے فتوے میں فرماتے ہیں:

"اور جانتے اس کا استعمال صحابین اور عبادت گزار نیک لوگوں کے لیے اور پرہیزگار علماء تابعین اور متابعین، امام اور علماء امت کے حق میں جو اہل سنت میں سے ہیں جیسا کہ امام ابوہریرہ اور علماء اہل سنت و اجماعت۔ لیکن علماء کی اصطلاح میں اس کی صحت کے لیے جنہیں مشہور ہے لیکن غیر صحابی کے لیے استعمال کو وہ منع نہیں کرتے ہیں" (فتویٰ نمبر ۳۶۸۰)

پس امام ہے کہ اللہ تعالیٰ کو عقل بھی، اور کتاب و سنت کا صحیح علم بھی دے، آمین۔

اعتراض ۱۴۵

”فضائل اعمال“ میں تسبیح متعارف (جو عام طور پر دھاگے میں پروئے ہوئے دانے ہوتے ہیں اور عربی میں جس کو ’السمیہ‘ یا ’السمیہ‘ کہتے ہیں) کے جواز پر شیخ الحدیث صاحب نے بڑی تفصیلی بحث کی ہے (دیکھئے ’فضائل ذکر‘ ص: ۱۶۳-۱۶۵) جب کہ علماء حق کے نزدیک یہ سراسر بدعت اور گمراہی ہے اور اس کا استعمال جائز نہیں ہے، نہ ہی اس کی کوئی اصل ہمیں ملتی ہے اور یہ عالی اور گمراہ صوفیوں کی ایجاد ہے۔ بلکہ اذکار کو صرف انگلیوں پر گنتا چاہئے، اور اس طرح کی بدعت کو پھیلانا اپنی آخرت برباد کرنا ہے۔

جواب حضرت شیخ الحدیث نے اپنی طرف سے کوئی بات تسبیح کے بارے میں نہیں گزھی ہے، بلکہ علماء کے اقوال کو پیش کیا ہے اور سب سے پہلے تو خود حضور ﷺ کی حدیث پیش کی ہے۔ اب معترض کو نہ مھے پن کی بیماری ہے تو حضرت کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس حدیث کو (حس میں ہے کہ حضور ﷺ ایک عورت کے پاس پہنچے جس کے سامنے بہت سے دانے تھے جن پر وہ تسبیح پڑھتی تھیں) درج دیں علماء نے ذکر کیا ہے

امام ابن حبان (’کتاب الصحیح‘ ص: ۸۳۷)، امام حاکم (’المستدرک‘ ج: ۱، ص: ۵۳۷، ۵۳۸)، امام ابو داؤد (’سنن‘ ۱۵۰۰)، امام ترمذی (’سنن‘ ۳۵۷۸)، امام

ساقی (اعمل ایوم والیلہ: ۳۹۵۳)، امام بخاری (شرح السنہ: ۲۷۹) وغیرہ۔

امام حاتم نے اس کی تصحیح کی ہے اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی۔ اس حدیث کو نقل کرنے سے بعد حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ”یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند — رجول (یعنی راوی) صحیح ہے راوی ہیں سوائے خزیمہ کے، کہ نہ تو اس کے نسب کا پتہ سے نہ ہی اس کے حال کا، اور اس سے ۱۲۰ اے سعید بن ابی ہلال کے اور کسی نے نہیں روایت کیا ہے۔ (یعنی) امام ابن ہبان نے اپنی الثقات میں اس کا تذکرہ کیا ہے، جیسا کہ اس کی عادت سے اس راویوں کا تذکرہ کرنے کی ذہن پر کوئی جرح نہ کی گئی ہو ورنہ ہی ان سے مندرجہ روایت بقول ہوا اور حاتم نے اسے صحیح کہا ہے، اور اس کی مشابہ سے بروایت باہلی کی حدیث — (۱۰) دیکھئے تحقیق یوسف علی بدوی، لا دکار، ص ۵۶، مطبوعہ دار ابن کثیر۔

نیز امام بدوی لکھتے ہیں ”امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔“ (لا دکار، ص ۵۶) مزید تفصیل کے لیے دیکھئے علامہ محمد بن علان الصدیقی (م ۱۰۷۵ھ) کی فتوحات العربیہ علی الاکار، ج ۱، ص ۲۳۳-۲۵۲) نیز ان کا خاص رسالہ اس مسئلہ پر قیاد اصحاب کفر و عیہ، اصحاب اقبال مطالعہ ہے۔

معروف سعودی عالم شیخ صالح بن عثیم نے اپنے فتویٰ میں انگلیوں پر ذکر کے حینے کو حلی اور افضل بتایا ہے مگر ساتھ ساتھ ’السمیہ‘ یا ’المسبحہ‘ (یعنی تسبیح متعارف) کے بدعت ہونے کی تردید کی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں

”السمیہ (یعنی تسبیح متعارف) ایں میں بدعت ہے نہ نہیں ہے۔ اور وہ اس لیے کہ انسان کا مقصد اس سے مدد کی حاجت رہنا نہیں ہوتا بلکہ صرف تسبیح یا فہیل یا تمجید یا تکیب کا ذکر کرنے کے لیے اس کا استعمال کرتے ہیں، اور یہ درجہ اور وسیلہ ہے (بذات) مقصود نہیں۔“ اے انگلیوں پر شمار کرنے کی افضلیت سمجھتے ہوئے اخیر میں پھر فرماتے ہیں ”اور اس کے ساتھ ساتھ (واضح رہے) کہ ’المسبحہ‘ پر تسبیح کا سنن دین میں بدعت

نہیں شمار کی جا سکتی۔ (دیکھئے 'فتویٰ علماء الحرمین الشریفین' ص ۵۳۳، ۵۳۴،
 وردیکھئے 'فتویٰ علماء البدر الآخر' ص ۳۱۲، ۳۱۱)۔

اب کیا مقترض ت کو بھی اپنی گندی زبان کا نشانہ بنائے گا؟ اور کیا ت پر بھی
 بدعت کو پھینک دینے کا غلام بنے گا؟ صرف 'فضائل اعمال' اور 'تبلیغی جماعت' سے
 نفرت ہے؟؟



اعتراض ۱۸۰

”فضائل اعمال“ میں ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے چالیس سال تک صبح کی نماز عشاء کی وضو سے پڑھی، حالانکہ یہ سنت کے خلاف عمل ہے، اور امام صاحب کے مقلدین نے یہ باتیں غلو میں ان کی طرف منسوب کر دی ہیں، اسی طرح ان کو امام اعظمؒ کہنا بھی غلط ہے، جب کہ امام اعظمؒ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جواب اعتراض نمبر ۸ پر بھی اس قسم کے اعتراض کا جواب گزر چکا ہے، یہ بھی معترضین جہالت و حماقت ہے، سلف صالحین میں ہزاروں بزرگان دین ایسے تھے جنہوں نے عبادت و ریاضات میں اپنی عمر لگا دی تھیں، علماء اہل سنت نے بھی ان کو طعن کا نشانہ نہیں بنایا، نہ ہی ان کو مخالف سنت قرار دیا، نہ ہی ان کی تعریف کرنے والوں پر خلوکا زام لگایا۔ معترضین کی جہالت پر افسوس کہ وہ ایسی باتیں کرتا ہے۔ ذیل میں صرف مثال کے طور پر امام ذہبی کی کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ سے چند حالات ملاحظہ فرماتے ہیں۔

معروف تابعی و سب سے پہلے بارے میں امام ذہبی لکھتے ہیں شی بن صابر فرماتے ہیں۔ انہوں نے بیس سال اپنے گزارے کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج ۱ ص ۱۰۱)

اب اگر ہمیں سارے پڑھن ملو نہیں ہے اور سنت کی مخالفت نہیں ہے تو چالیس بیس؟ یہ صرف امام ابوحنیفہؒ سے نفرت ہے؟ اور یہ صرف احناف اور فضائل میں سے ہی عداوت ہے؟ امام ذہبی پر یہ معترض وہی اعتراضات کر سکتا ہے

جو احناف پر کرتا ہے؟

☆ معروف محدث اور تابعی ابو اسحاق سمیعیؒ کے تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ: احمد بن عمران اخفشؒ نے فرمایا کہ: ابو بکر بن عیاشؒ نے ہمیں بتایا کہ میں نے ابو اسحاق کو کہتے ہوئے سنا کہ چالیس سال سے میری آنکھوں نے پلک بھی نہیں جھپکا ہے (یعنی سویا نہیں) ('تذکرۃ الحفاظ' ج ۱ ص: ۱۱۵)

☆ صفوان بن سلیمؒ فقیہ تابعی ہیں، ان کے بارے میں امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ابن عیینہؒ سے روایت ہے: انہوں نے فرمایا کہ صفوان نے قسم کھائی تھی کہ اپنا پہلو زمین سے نہیں لگائیں گے یہاں تک کہ ان کی موت آجائے۔ چنانچہ تیس سال تک ان کا یہی حال تھا اور بیٹھنے کی ہی حالت میں انتقال ہوا۔ ('تذکرۃ الحفاظ' ج ۱ ص: ۱۳۳)۔ اب اس طرح کی قسم کھانا کیا سنت سے ثابت ہے؟

☆ منصور بن معتمرؒ مشہور محدث ہیں ان کے بارے میں حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ: منصور نے چالیس سال تک مسلسل روزہ رکھا، اور چالیس سال تک کی یہ پوری مدت رات بھر نماز پڑھتے گزاری، اور پوری رات رویا کرتے تھے۔ ('تذکرۃ الحفاظ' ج ۱ ص: ۱۳۳)۔ ☆ سلیمان تمیمیؒ مشہور محدث ہیں، ان کے بارے میں لکھا ہے کہ: معتمرؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد کا چالیس سال تک یہ حال تھا کہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن نہ رکھتے، اور عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے، پورا سال سلیمان تمیمیؒ عشاء اور صبح کی نماز ایک ہی وضو سے پڑھتے تھے۔ ('تذکرۃ الحفاظ' ج ۱ ص: ۱۵۱)۔

☆ اخیر میں امام نوویؒ کے بارے میں کچھ اس طرح کے معمولات کا تذکرہ کرنا بیجا نہ ہوگا:

".... اور وہ دن رات میں صرف ایک وقت عشاء کے بعد کھاتے تھے، اور سحر کے وقت سحری کے لیے کچھ پی لیتے تھے.... اور کسی سے ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے.... اور دو سال ایسے گزارے کہ اپنا پہلو زمین سے نہیں لگایا...." (یہ تفصیل امام بیہقیؒ کی

کتاب الفتح المبین بشرح الاربعین، مطبوعہ دار المنہاج جده بحوالہ المطالب العلمیہ فی طبقات الشافعیہ سے لی گئی ہے۔

اب معترض امام نووی کو مخالف سنت اور بدعتی کیوں نہیں کہتے؟

رہا امام ابو حنیفہ کو امام اعظم نہ کہنا، اس لیے کہ صرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے امام ہیں، یہ بھی معترض کی کم عقلی ہے، دیکھئے ہم سب اہل سنت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر کہتے ہیں، اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق اعظم کہتے ہیں... اب معترض کے اصول کے مطابق سب سے بڑے صدیق تو اللہ کے رسول ﷺ ہی ہونے چاہئیں، اسی طرح سب سے بڑے حق و باطل میں فرق کرنے والے اللہ کے رسول ﷺ ہی ہونے چاہئیں، لہذا یہ القاب بھی ان صحابہؓ کے لیے نہ استعمال کئے جائیں؟ واضح رہے کہ خود امام ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ میں جگہ جگہ امام ابو حنیفہ کو امام اعظم کے لقب کے ساتھ ذکر کیا، اسی طرح امام ذہبیؒ نے بھی اپنی ”تذکرۃ الحفاظ“ میں امام صاحب کو امام اعظم کے لقب سے ذکر کیا، آخر معترض ہی کیوں اس کی مخالفت پر ثلاً ہوا ہے؟ کیا یہ نفرت اور بغض کی دلیل نہیں ہے؟

معترض کو چاہئے کہ جہالت کی تنگ دایوں سے نکل کر علم کے اجالے میں زندگی بسر کرے اور امت کے اندر انتشار اور توڑ پیدا کر کے اپنی آخرت برباد نہ کرے، نیز سادہ لوح عوام سے بھی گزارش ہے کہ ایسے دجال اور خائن لوگوں سے اپنے آپ کو اور اپنی نسل کو بچائیں جو توحید و رسالت، اور قرآن و سنت اور علم کے لبادے میں امت کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اللہ ساری امت کی حفاظت فرمائے، اور سارے مسلمانوں کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور دین پر عمل کرتے ہوئے اسے سارے دنیا میں پھیلانے کی فکر میں قبول فرمائے، آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و علی آلہ و أصحابہ اجمعین،

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین.



اس رسالہ کو تیار کرنے میں درج ذیل کتابوں کی مدد لی گئی ہے:

۱۔ مولانا لطیف الرحمن بہرائچی کی کتاب ”تحقیق المقال فی تخریج احادیث فضائل الاعمال“۔

۲۔ مناظر اسلام، وکیل احناف مولانا الیاس محسن دامت برکاتہم کا مقبول رسالہ ”فضائل اعمال پر اعتراضات کا علمی جائزہ“۔

۳۔ مولانا عبداللہ معروفی، استاذ دارالعلوم دیوبند کا رسالہ ”فضائل اعمال پر اعتراضات کا ایک اصولی جائزہ“۔

جو بھی حوالے دیئے گئے ہیں وہ یا تو ان کتابوں پر اعتماد کر کے دیئے گئے ہیں یا پھر حوالہ لکھ دیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ اکثر بے جا اعتراضات اس قابل نہیں کہ ان کا جواب دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور ہدایت اور اطمینان کا ذریعہ بنائے۔ آمین



”فضائل اعمال“

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب جامعہ مظاہر العلوم سہارن پور میں حدیث شریف کا درس بڑے معیاری طریقہ سے انجام دیتے رہے اور درس کی جامعیت اور شہرت کی وجہ سے نہ صرف جامعہ مظاہر العلوم بلکہ پورے ہندوپاک میں اسی نسبت سے معروف ہوئے اور شیخ الحدیث کا لقب اُن کا اصل لقب بن گیا۔ تدریس حدیث کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا کام بھی ایسے بڑے پیمانے پر انجام دیتے رہے کہ حدیث میں تصنیفی کام کی تعداد و اہمیت میں منفرد مقام حاصل کیا۔ علم حدیث کے دائرے میں تصنیفی کام کے ساتھ ساتھ تربیتی میدان میں بھی ان کی تصنیفات کو وہ مقبولیت و عمومیت حاصل ہوئی کہ اس موضوع کی دیگر معاصر کتابوں کو کم حاصل ہوئی ہوگی۔ ان کی فضائل کی کتابوں کو آج شہرہ آفاق مقام حاصل ہے جو اب ایک مجموعے کی شکل میں ”فضائل اعمال“ کے نام سے معروف ہیں اور دنیا کی مختلف زبانوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ ان کی دوسری علمی و تحقیقی کتابوں اور حدیث شریف کی اہم کتاب ”موطا امام مالکؒ“ کی شرح ”اوجز المسالك“ سے بھی عرب و عجم کے علماء خوب مستفید ہو رہے ہیں۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

تألم ندوۃ العلماء کھنؤ

(ماخوذ از ”یادوں کے چراغ“ حصہ اول، ص: ۳۵)

FATIMA DRUG STORE

Medical College Road, Aligarh

Mobile No.: 09837476178